﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآء﴾ (آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد12 | جمعۃ المبارک 27/مئی 2005ء | 18/ربیع الثانی 1426 ہجری قمری — 27/ہجرت 1384 ہجری شمسی | شماره 21

خلافت علی منهاج النّبوة

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر وہ اس کو اٹھالے گا اور خلافت علی منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھالے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذ ارساں بادشاہت قائم ہوگی۔ جب یہ دَور ختم ہوجائے گا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم وستم کے دَور کو ختم کردے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علی منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ یہ کہہ کر آپؐ خاموش ہوگئے۔

(مسند احمد۔ مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر)

﴿ارشادات عالیه سیدنا حضرت مسیح موعود علیه الصلوة والسلام﴾

خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کرکے دکھلادے۔

تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔

’’خدا کا کلام مجھے فرماتا ہے کہ کئی حوادث ظاہر ہوں گے اور کئی آفتیں زمین پر اُتریں گی۔ کچھ تو ان میں سے میری زندگی میں ظہور میں آجائیں گی اور کچھ میرے بعد ظہور میں آئیں گی۔ اور وہ اِس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا۔ کچھ میرے ہاتھ سے اور کچھ میرے بعد۔

یہ خدا تعالیٰ کی سُنّت ہے اور جب سے کہ اُس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سُنّت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور اُن کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ ﴿كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ﴾۔ (المجادله:22)۔ اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہوجائے اور اُس کا مقابلہ کوئی نہ کرسکے اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُن کی سچائی ظاہر کردیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اُس کی تخم ریزی اُنہی کے ہاتھ سے کردیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے۔ اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کرچکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کردیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔

غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (۱) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہوجاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا۔ اور یقین کرلیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہوجائیگی۔ اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑجاتے ہیں اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مُرتد ہونے کی راہیں اختیار کرلیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی۔ اور بہت سے بادیہ نشین نادان مُرتد ہوگئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہوگئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کرکے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا ﴿وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا﴾ (سورة النور:56) یعنی خوف کے بعد پھر ہم اُن کے پَیر جمادیں گے۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا جبکہ حضرت موسیٰؑ مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اِس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزل مقصود تک پہنچاویں فوت ہوگئے اور بنی اسرائیل میں اُن کے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا۔ جیسا کہ توریت میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل اس بے وقت موت کے صدمہ سے اور حضرت موسیٰؑ کی ناگہانی جدائی سے چالیس دن تک روتے رہے۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا اور صلیب کے واقعہ کے وقت تمام حواری تتّر بتّر ہوگئے اور ایک اُن میں سے مرتد بھی ہوگیا۔

سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کرکے دکھلادے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کردیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہوجائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہینِ احمدیہ میں وعدہ ہے۔ اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مَیں اس جماعت کو جو تیرے پَیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اِس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچّا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہوجائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور مَیں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کے مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرتِ ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہوکر دُعا کرتے رہو۔ اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہوکر دُعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے‘‘۔ (رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 303-306)

فرمودات خلفاء

موجودہ زمانہ کا نبی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے عورتوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

’’پھر یہ بات یاد رکھو کہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے مرزا صاحب کو نبی بنا کر دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے۔ لیکن آپ کوئی علیحدہ نبی نہیں ہیں بلکہ رسولِ کریم ﷺ کے غلام ہیں۔ ہم سے اُن کا تعلق نبی کا ہے لیکن رسولِ کریم ﷺ سے وہی تعلق ہے جو ایک غلام کو اپنے آقا سے ہوتا ہے۔ ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔ ان کے بھی ہم پر بڑے بڑے احسان ہیں۔ اس زمانہ میں بھی دنیا اسی طرح گمراہ اور دین سے غافل ہوگئی تھی جس طرح رسولِ کریم ﷺ کے وقت ہوگئی تھی اور انہوں نے آکر دین سکھایا اور خدا تعالیٰ تک پہنچنے کا سیدھا راستہ دکھایا ہے۔ یہ تو وہ باتیں ہیں جو عقائد سے تعلق رکھتی ہیں۔

نماز کی پابند رہو

اب میں اعمال کے متعلق بتاتا ہوں۔ اول نماز ہے اس کی پابندی نہایت ضروری ہے۔ عام طور پر عورتوں کی یہ حالت ہوتی ہے کہ چھوٹی عمر میں یہ کہتی ہیں ابھی بچپن ہے جوان ہوکر نماز پڑھیں گی۔ جب جوان ہوتی ہیں بچوں کے عذر کردیتی ہیں۔ اور جب بوڑھی ہوجاتی ہیں کہتی ہیں اب تو چلا نہیں جاتا نماز کیا پڑھیں۔ گویا ان کی عمر ساری یونہی گزر جاتی ہے۔ تو اکثر عورتیں نماز پڑھنے میں بہت سست ہوتی ہیں اور اگر پڑھتی ہیں تو چند دن پڑھ کے پھر چھوڑ دیتی ہیں یا اگر پڑھتی ہیں تو اس طرح پڑھتی ہیں کہ انہیں کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ کیا پڑھتی ہیں۔ جلدی جلدی رکوع اور سجدہ کرکے فارغ ہو بیٹھتی ہیں۔ اس طرح کی نماز کے متعلق حضرت مسیحِ موعودؑ فرمایا کرتے تھے کہ ان کی نماز اس طرح ہوتی ہے کہ جس طرح مرغ دانے چگتا ہے۔

آخر سوچنا چاہئے کہ نماز کوئی ورزش نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی عبادت ہے اسلئے اسے سمجھ کر اور اچھی طرح جی لگا کر پڑھنا چاہئے۔ اور کوئی نماز سوائے اُن ایّام کے جن میں نہ پڑھنے کی اجازت دی گئی ہے، نہیں چھوڑنی چاہئے۔ کیونکہ نماز ایسی ضروری چیز ہے کہ اگر سال میں ایک دفعہ بھی جان بوجھ کر نہ پڑھی جائے تو انسان مسلمان نہیں رہتا۔ پس جب تک ہر ایک مسلمان مرد اور عورت پانچوں وقت بلاناغہ نمازیں نہیں پڑھتے وہ مسلمان نہیں ہوسکتے۔ ہاں اگر کہو آج تک ہم نے کئی نمازیں نہیں پڑھیں ان کے متعلق کیا کیا جائے تو اس کے متعلق یاد رکھنا چاہئے خدا تعالیٰ نے توبہ رکھی ہے۔ اگر آج سے پہلے تم نے جان بوجھ کر نمازیں چھوڑی ہیں تو توبہ کرلو اور عہد کرلو کہ آئندہ کوئی نماز نہیں چھوڑیں گی۔ مینہ برستا ہو یا آندھی ہو، کپڑے پاک ہوں یا ناپاک، کوئی ضروری سے ضروری کام ہو یا عدم فرصت، کچھ ہو کسی صورت میں نماز نہ چھوڑنی چاہئے۔ اول تو ضروری ہے کہ کپڑے پاک صاف ہوں لیکن اگر ایسی صورت ہو کہ پاک کپڑے تیار نہ ہوں یا پہنے ہوئے کپڑے اتارنے سے بیمار ہوجانے کا خوف ہو تو خواہ کپڑے بچہ کے پیشاب میں تر ہوں تو بھی ان کے ساتھ نماز پڑھ لینا جائز ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ بچہ کو خود پیشاب کرا کے اسی طرح نماز پڑھ لینی چاہئے بلکہ یہ ہے کہ اگر پاک کپڑے مہیا ہونے کی صورت نہ ہو تو انہیں کے ساتھ پڑھ لی جائے ورنہ اچھی بات یہی ہے کہ کپڑوں کو صاف کرلینا چاہئے۔ بچہ کا پیشاب ہوتا ہی کتنا ہے۔ بچہ جب تک دودھ پیتا ہے روٹی نہیں کھاتا اس وقت تک شریعت نے رکھا ہے کہ اس کے اوپر سے پانی بہا کر نچوڑ دینے سے کپڑا پاک ہوجاتا ہے۔ تو خواہ کچھ ہو نماز ضرور پڑھنی چاہئے۔ کیونکہ نماز کسی صورت میں معاف نہیں ہوسکتی۔ یہ ایمان کا ستون ہے۔ جس طرح چھت بغیر ستون کے قائم نہیں رہتی اسی طرح نماز کے بغیر ایمان قائم نہیں رہتا‘‘۔ (الأزھار لذوات الخمار۔ صفحہ 41-42)

خلافت کا منصب عالی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے جلسہ سالانہ (17 / مارچ 1919ء) کے موقع پر خلافت کے منصب عالی پر روشنی ڈالتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''میرا مقابلہ آسان نہیں، نہ اس لئے کہ مَیں کسی بات کا دعویدار ہوں۔ مَیں تو جانتا ہوں کہ مَیں جاہل ہوں۔ کوئی ڈگری حاصل نہیں کی اور نہ کوئی سند لی۔ نہ انگریزی مدارس کا ڈگری یافتہ ہوں اور نہ عربی مدارس کا سند یافتہ ہوں۔ قرآن اور بخاری اور چند کتب خلیفہ اوّل نے پڑھائی تھیں۔ اور دروس النحو یہ کے حصے مولوی سید سرور شاہ صاحب سے پڑھے تھے۔ اس کے سوا اور کسی جگہ عربی نہیں پڑھی۔ مگر کسی علم کے جاننے والے سے بھی جب کوئی دینی گفتگو ہوئی ہے تو خدا نے مجھے کامیاب کیا ہے۔ مَیں جانتا ہوں کہ مَیں کچھ نہیں جانتا۔ **مگر جس مقام پر خدا تعالیٰ نے مجھے کھڑا کیا ہے خدا تعالیٰ کو اس کی عزت منظور ہے۔ اور چونکہ مَیں اسی کو منواتا ہوں اس لئے وہ میری تائید کرتا ہے۔** اب اگر مجھے اس منصب اور مقام کی عزت کا خیال نہ ہوتا تو اپنی ہتک اسی طرح برداشت کر لیتا جس طرح اس منصب پر کھڑا ہونے سے پہلے کیا کرتا تھا۔ اُس وقت میری ذات پر اعتراض کئے جاتے، میرے خلاف کوششیں کی جاتیں لیکن مَیں نے کبھی ان کے ازالہ کی کوشش نہ کی۔ کلام محمود میں کئی شعر واقعات کے متعلق ہیں۔ چنانچہ جب ایک دفعہ حضرت خلیفہ اوّل کو بڑے منصوبے بنا کر ان لوگوں نے مجھ سے ناراض کرانا چاہا تو اس سے مجھے بہت صدمہ ہوا۔ اور رات کو کچھ شعر کہے جن میں سے دو تین یہ ہیں۔

میرے دل پر رنج و غم کا بار ہے ہاں خبر لیجئے کہ حالت زار ہے
میرے دشمن کیوں ہوئے جاتے ہیں لوگ مجھ سے پہنچا ان کو کیا آزار ہے
میری غمخواری سے ہیں سب بے خبر جو ہے میرے درپئے آزار ہے
فکر دیں میں گھل گیا ہے میرا جسم دل مرا اک کوہِ آتش بار ہے
کیا ڈراتے ہیں مجھے خنجر سے وہ جن کے سر پہ کھنچ رہی تلوار ہے

تو اس وقت مجھ سے جو کچھ کہا جاتا تھا اس کو مَیں مخفی رکھتا تھا۔ نہ کبھی مَیں نے اس سے اپنے کسی بھائی کو اور نہ کسی اور کو آگاہ کیا۔ لیکن اب ایسا نہیں ہو سکتا۔ **اب بات میری ذات تک محدود نہیں ہے بلکہ اس کا اثر اس منصب تک پہنچتا ہے جس پر خدا نے مجھے کھڑا کیا ہے اس لئے مَیں خاموش نہیں رہ سکتا اور علی الاعلان اپنے مقابلہ پر بلاتا ہوں......۔**

پس چونکہ خدا تعالیٰ نے مجھے توحید کے دکھلانے اور شرک کے مٹانے کے لئے کھڑا کیا ہے اس لئے یہاں میرے علم، میری قابلیت کا سوال نہیں بلکہ خدا کے فضل کا سوال ہے کہ وہ کس کے ساتھ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کی طرف سے جو علم دیا گیا اس کا جب مخالفین مقابلہ نہ کر سکے تو انہوں نے کہہ دیا کہ مرزا صاحب نے عرب چھپا کر رکھا ہوا ہے اس سے عربی لکھواتے ہیں۔ پھر کہتے کہ مولوی نورالدین صاحب عربی لکھ کر دیتے ہیں۔ حالانکہ حضرت مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عربی کیا لکھ کر دینی تھی۔ جب آپ فوت ہو گئے تو اس کے بعد مولوی صاحب نے اردو میں بھی کوئی کتاب نہ لکھی۔

پھر کچھ ایسے لوگ تھے جو کہتے تھے کہ یہ سلسلہ مرزا صاحب پر چل رہا ہے کیونکہ یہ بڑے ساحر اور ہوشیار ہیں۔ لیکن جب آپ کو خدا نے وفات دی اس سال سالانہ جلسہ پر سات سو آدمی آئے تھے اور بڑی خوشی کا اظہار کیا گیا تھا۔ مگر آپ کی وفات کے بعد ترقی کی طرف جماعت کا قدم بڑھتا ہی گیا اور چھ سال کے بعد جو جلسہ ہوا اس میں 23 سو کے قریب آدمی آئے۔

پھر اُس وقت یہ کہا گیا کہ اصل بات مولوی نورالدین صاحب کی ہی تھی۔ یہ مشہور طبیب ہے اور بڑا عالم اس لئے لوگ اس کے پاس آتے ہیں۔ اس کی وفات کے بعد یہ سلسلہ مٹ جاوے گا۔ یہ تو مولوی وغیرہ کہتے اور جو نئے تعلیم یافتہ تھے وہ یہ خیال کرتے کہ کچھ انگریزی خواں ہیں اُن پر یہ سلسلہ چل رہا ہے۔

جب لوگوں میں اس قسم کے خیالات پیدا ہونے شروع ہوئے تو خدا نے نہ چاہا کہ اس کے سلسلہ کے قیام میں کسی انسان کا کام شامل ہو۔ اس لئے اِدھر تو اس نے حضرت مولوی نورالدینؓ جیسا جلیل القدر انسان وفات دے کر جدا کرایا اور اُدھر وہ لوگ جو اس سلسلہ کے رکن سمجھے جاتے تھے ان کو توڑ کر الگ کر دیا۔ اور اس کے بعد جو جلسہ ہوا اس پر خدا نے دکھا دیا کہ اس کی ترقی میں کسی انسان کا ہاتھ نہیں۔ چنانچہ اس سال تین ہزار کے قریب لوگ آئے اور کئی سو نے بیعت کی۔

تو ان سب کو الگ کر کے خدا تعالیٰ نے مجھ جیسے کمزور کے ذریعہ اپنے سلسلہ کو ترقی دے کر بتایا کہ اس میں کسی انسان کا دخل نہیں ہے **بلکہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ خدا ہی کے فضل سے ہو رہا ہے۔** ہاں ہر ایک کے ایمان مطابق اس سے سلوک کیا۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اوّل سے ان کے ایمان کے مطابق سلوک کیا اور ان کے مدارج کو بلند کیا۔ اور ان لوگوں سے ان کے ایمان کے مطابق سلوک کیا اور جماعت سے علیحدہ کر دیا۔

ہم خدا کے ہاتھ میں ہتھیار کی طرح ہیں اور تلوار خواہ اچھی ہو یا بُری جب اچھے چلانے والے کے ہاتھ میں آ جائے تو اچھا ہی کام کرتی ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے صرف مجھے دیکھا انہوں نے غلطی کی۔ انہیں چاہئے تھا کہ یہ دیکھتے کہ مَیں کس کے ہاتھ میں ہوں''۔ (انوار العلوم جلد 4 صفحہ 355-357)

حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے پہلے سفر یورپ 1924ء کے دوران انہی برگشتہ نصیب، بے بصیرت، کم ظرف اور غلطی خوردہ لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے چیلنج کیا تھا کہ:

پھیر لو جتنی جماعت ہے مری بیعت میں باندھ لو ساروں کو تم مکروں کی زنجیروں سے
پھر بھی مغلوب رہو گے مرے تا یوم البعث ہے یہ تقدیر خداوند کی تقدیروں سے
ماننے والے مرے بڑھ کے رہیں گے تم سے یہ قضا وہ ہے جو بدلے گی نہ تدبیروں سے

1924ء سے اب تک جماعت احمدیہ کو صفحہ ہستی سے نیست و نابود کرنے کی بے شمار سازشیں ہوئیں اور عالمی سطح پر خونی منصوبے باندھے گئے مگر درگاہ الوہیت کے اس برگزیدہ کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی یہ بات حرف بحرف پوری ہوئی۔ اپنے علم، تجربہ اور اثر و رسوخ پر ناز کرنے والے ہر میدان میں شکست کھا گئے اور سیدنا محمود اور آپ کے خدام ہی کو فتح نمایاں عطا ہوئی۔ اور خدا کی قسم آئندہ بھی خدا کے پاک وعدہ ﴿وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ﴾ (سورۃ النور:56) کے مطابق اسلام اپنی بے مثال شان و شوکت کے ساتھ بلند مینار پر پہنچ کر رہے گا۔ اور اگر دنیا کی بڑی سے بڑی طاقتیں مل کر بھی اس نظام کے خلاف اٹھیں گی تو پاش پاش ہو جائیں گی۔ انشاء اللہ خلافت کی صدسالہ جوبلی اس ازلی تقدیر کا مجسم نشان ثابت ہوگی اور کوئی نہیں جو اسے روک سکے۔

خیر کا سر چشمہ

سو سال خلافت جو تسلسل سے رواں ہے
دراصل مسیحا کی صداقت کا نشاں ہے
انعام خداوندی ہے یہ دوسری قدرت
یہ سورہ النور میں قرآں کا بیاں ہے
اب عافیت و امن کا منبع ہے خلافت
دنیا کے مفاسد سے اماں ہے تو یہاں ہے
اس ڈھال کے پیچھے ہی ہر اک فتح وظفر ہے
اب دین کی واللہ خلافت میں ہی جاں ہے
بنیاد ہیں اس قصر کی پُر درد دعائیں
اخلاص و محبت کا نرالا ہی سماں ہے
پیوستگی اس پیڑ سے ضامن ہے بقا کی
سچ ہی تو کہا جاتا ہے جاں ہے تو جہاں ہے
بیعت نے ابھارا ہے نیا رنگِ عقیدت
اس دور میں یہ رنگ کہیں اور کہاں ہے
دلدادہ و دلدار ہوئے یک دل و یک جاں
دریائے محبت ہے جو ہر سمت رواں ہے
ہے خیر کا سر چشمہ دعاؤں کا ادارہ
یہ دل ہے خلیفہ کا یا تقویٰ کا مکاں ہے

(امتہ الباری ناصر)

منصبِ خلافت پر متمکّن ہونے کے بعد

خلفاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پہلے تاریخی خطابات

حضرت حکیم مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کی پہلی تقریر مورخہ 27 مئی 1908ء

کلمہ شہادت واستعاذہ کے بعد آیت ﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾(آل عمران :105) **پڑھی اور فرمایا۔**

”مَیں اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں جو ابدی اور ازلی ہمارا خدا ہے۔ ہر ایک نبی جو دنیا میں آتا ہے اس کا ایک کام ہوتا ہے جو کرتا ہے۔ جب کر چکتا ہے خدا تعالیٰ اس کو بلا لیتا ہے۔ حضرت موسیٰ کی نسبت یہ بات مشہور ہے کہ وہ ابھی بلادشام میں نہیں پہنچے تھے کہ رستہ ہی میں فوت ہو گئے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر و کسریٰ کی کنجیوں کا ذکر فرمایا کہ مجھے دی گئیں ہیں مگر آپؐ نے وہ کنجیاں (چابیاں) نہ دیکھیں کہ چل دیئے۔ ایسی باتوں میں اللہ تعالیٰ کے مخفی اسرار ہوتے ہیں۔ یہاں بھی بہت سے لوگ تعجب کریں گے کئی پیشگوئیاں کی تھیں وہ ابھی پوری نہیں ہوئیں۔ میرے خیال میں یہ اللہ کی سنت ہے کہ وہ بتدریج کام کرتا ہے۔ اور پھر جسے مخاطب کرتا ہے کبھی اس سے مراد اس کا مثیل بھی ہوتا ہے۔ پہلے پارہ میں فرمایا کہ تم نے موسیٰ سے پانی مانگا اور ایسا ہی اور جگہ فرمایا۔ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مخاطب وہ لوگ نہ تھے۔ پس خدا کی باتیں رنگ برنگ شکلوں میں پوری ہوتی ہیں۔ اسی طرح اللہ کی یہ بھی سنت ہے کہ بعض مواعید الٰہیہ کسی دوسرے وقت پر ملتوی کئے جاتے ہیں۔ اسی لئے فرمایا ﴿يُصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ﴾ اس بَعْضُ الَّذِيْ پر خوب غور کرو کہ اس میں یہی سِرّ تھا کہ تمام وعدے نبی کی زندگی میں پورے نہ ہوں گے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ نے فرمایا قَدْ يُوْعِدُ وَلَا يُوَفِّي۔ یعنی بعض دفعہ خدا وعدہ کرتا ہے مگر پورا نہیں کرتا۔ نادان سمجھتا ہے کہ اس نے وفا نہیں کی حالانکہ مناسب وقت پر وہ وعدہ یا اس کی مثل پورا ہو جاتا ہے۔

میری پچھلی زندگی پر غور کر لو۔ مَیں کبھی امام بننے کا خواہشمند نہیں ہوا۔ مولوی عبدالکریم مرحوم امام الصلوٰۃ بنے تو مَیں نے بھاری ذمہ داری سے اپنے تئیں سبکدوش خیال کیا تھا۔ مَیں اپنی حالت سے خوب واقف ہوں اور میرا ربّ مجھ سے بھی زیادہ واقف ہے مَیں دنیا میں ظاہرداری کا خواہشمند نہیں۔ مَیں ہرگز ایسی باتوں کا خواہشمند نہیں۔ اگر خواہش ہے تو یہ کہ میرا مولیٰ مجھ سے راضی ہو جائے۔ اس خواہش کے لئے مَیں دعائیں کرتا ہوں۔ قادیان بھی اس لئے رہا اور رہتا ہوں اور رہوں گا۔ مَیں نے اس فکر میں کئی دن گزارے کہ ہماری حالت حضرت صاحب کے بعد کیا ہو گی۔ اسی لئے مَیں کوشش کرتا رہا کہ میاں محمود کی تعلیم اس درجہ تک پہنچ جائے۔ حضرت صاحب کے اقارب میں اس وقت تین آدمی موجود ہیں۔ اول میاں محمود احمد۔ وہ میرا بھائی بھی ہے، میرا بیٹا بھی۔ اس کے ساتھ میرے خاص تعلقات ہیں۔ قرابت کے لحاظ سے میر ناصر نواب صاحبؓ ہمارے اور حضرت کے ادب کا مقام ہیں۔ تیسرے قریبی نواب محمد علی خان صاحبؓ ہیں۔ اسی طرح خدمت گزاران دین میں سے سید محمد احسن صاحب نہایت اعلیٰ درجہ کی لیاقت رکھتے ہیں۔ سیّد بھی ہیں، خدمات دین میں بھی ایسے ایسے کام کئے ہیں کہ میرے جیسا انسان شرمندہ ہو جاتا ہے۔ آپ نے ضعیف العمری میں بہت سی تصانیف حضرت کی تائید میں کیں۔ یہ ایسی خدمت ہے جو انہی کا حصہ ہے۔ بعد اس کے مولوی محمد علی صاحب ہیں جو ایسی خدمات کرتے ہیں جو میرے وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتیں۔ یہ سب لوگ موجود ہیں۔ باہر کے لوگوں میں سید حامد شاہ اور مولوی غلام حسن ہیں اور بھی کئی اصحاب ہیں۔

یہ ایک بڑا بوجھ ہے۔ خطرناک بوجھ ہے۔ اس کا اٹھانا مامور کا کام ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس سے خدا کے عجیب در عجیب وعدے ہوتے ہیں جو ایسے دکھوں کے لئے جو پیٹھ توڑ دیں عصا بن جاتے ہیں۔ موجودہ حالت میں سوچ لو کیسا وقت ہے جو ہم پر آیا ہے۔ اس وقت مردوں بچوں عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ وحدت کے نیچے ہوں۔ اس وحدت کے لئے ان بزرگوں میں سے کسی کی بیعت کر لو۔ مَیں تمہارے ساتھ ہوں۔ مَیں خود ضعیف ہوں، بیمار رہتا ہوں، پھر طبیعت مناسب نہیں۔ اتنا بڑا کام آسان نہیں۔

حضرت صاحب کے ساتھ چار کار تھے۔ ایک ان کی اپنی عبودیت۔ دوم کنبہ پروری۔ سوم مہمان نوازی۔ چہارم اشاعتِ اسلام جو ان کا اصل مقصد تھا۔ ان چار کاموں میں سے ایک سے ہم سبکدوش ہو سکتے ہیں۔ وہ آپ کی عبودیت تھی جو ان کے ساتھ رہے گی۔ آپ نے جیسے اس جہان میں خدمتیں کیں ویسے ہی بعد الموت کریں گے۔ باقی تین کام ہیں ان میں سے اشاعت اسلام کا کام بہت اہم اور نہایت مشکل ہے۔ اس وقت دہریت کے علاوہ اندرونی اختلاف بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کے اختلاف کے مٹانے کے لئے ہماری جماعت کو منتخب کر لیا ہے۔ تم آسان سمجھتے ہو مگر بوجھ اٹھانے والے کے لئے سخت مشکل ہے۔ پس مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جن عمائد کا نام لیا ہے ان میں سے کوئی منتخب کر لو۔ مَیں تمہارے ساتھ بیعت کرنے کو تیار ہوں۔

اگر تم میری بیعت ہی کرنا چاہتے ہو تو سن لو کہ بیعت بِک جانے کا نام ہے۔ ایک دفعہ حضرت نے مجھے اشارۃً فرمایا کہ وطن کا خیال بھی نہ کرنا سو اس کے بعد میری ساری عزت اور سارا خیال انہی سے وابستہ ہو گیا۔ اور مَیں نے کبھی وطن کا خیال تک نہیں کیا۔ پس بیعت کرنا ایک مشکل امر ہے۔ ایک شخص دوسرے کے لئے اپنی تمام حریت اور بلند پروازیوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ اسی لئے اللہ نے اپنے بندے کا نام عَبْد رکھا ہے۔ اس عبودیت کا بوجھ اپنی ذات کے لئے مشکل سے اٹھایا جاتا ہے۔ کوئی دوسرے کے لئے کیا اور کیونکر اٹھائے۔ طبائع کے اختلاف پر نظر کر کے یک رنگ ہونے کے لئے بڑی ہمت کی ضرورت ہے۔ مَیں تو حضرت صاحب کے کاموں میں حیران ہوتا ہوں کہ اوّل بیمار، پھر اس قدر بوجھ۔ نثر، نظم، تصنیف، دیگر ضروری کام۔ اِدھر مَیں حضرت صاحب کے قریب عمر۔ وہاں تائیدات روزانہ موجود۔ یہاں میری حالت ناگفتہ بہ۔ اسی لئے فرمایا ﴿فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ اِخْوَانًا﴾ کہ یہ سب کچھ خدا کے فضل پر موقوف ہے۔

مَیں ایک بڑا امر پیش کرتا ہوں کہ جناب ابوبکرؓ کے زمانہ میں عرب میں ایسی بلا پھیلی تھی کہ سوا مکہ اور مدینہ اور جواثہ کے سخت شور وشر اٹھا۔ مکہ والے بھی فرنٹ ہونے لگے۔ مگر وہ بڑی پاک روح تھی۔ جس نے انہیں کہا کہ اسلام لانے میں تم سب سے پیچھے ہو۔ مرتد ہونے میں کیوں پہلے بنتے ہو۔ صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میرے باپ کے اوپر جو پہاڑ گرا ہے وہ کسی اور پر گرتا تو چور ہو جاتا۔ پھر بیس ہزار کی جماعت مدینہ میں موجود تھی۔ اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حکم دے چکے تھے کہ ایک لشکر روانہ کرنا ہے بس اس کو بھیج دیا۔ ادھر اپنی قوم کا یہ حال تھا مگر آخر خدا نے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھلایا۔ ﴿وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ﴾ کا زمانہ آ گیا۔ اِس وقت بھی اس قسم کا واقعہ پیش آیا ہے۔ مَیں چاہتا ہوں کہ دفن ہونے سے پہلے تمہارا کلمہ ایک ہو جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکرؓ کے زمانے میں صحابہ کرام کو بہت سی مساعیٔ جمیلہ کرنی پڑیں۔ سب سے پہلا اہم کام جو کیا وہ جمع قرآن ہے۔ اب موجودہ صورت میں جمع یہ ہے کہ اس پر عمل درآمد کرنے کی طرف خاص توجہ ہو۔

پھر حضرت ابوبکرؓ نے زکوٰۃ کا انتظام کیا۔ یہ بڑا عظیم الشان کام ہے۔ انتظام زکوٰۃ کے لئے اعلیٰ درجے کی فرمانبرداری کی ضرورت ہے پھر کنبہ کی پرورش ہے۔ غرض کئی ایسے کام ہیں۔

اب تمہاری طبیعتوں کے رخ خواہ کسی طرف ہوں تمہیں میرے احکام کی تعمیل کرنی ہو گی۔ اگر یہ بات تمہیں منظور ہو تو میں طَوْعًا وَّ كَرْهًا اس بوجھ کو اٹھاتا ہوں۔ وہ بیعت کے دس شرائط بدستور قائم ہیں۔ ان میں خصوصیت سے مَیں قرآن کو سیکھنے اور زکوٰۃ کا انتظام کرنے، واعظین کے بہم پہنچانے اور ان امور کو جو وقتاً فوقتاً اللہ میرے دل میں ڈالے کو شامل کرتا ہوں۔ پھر تعلیم دینیات، دینی مدرسہ کی تعلیم میری مرضی اور منشاء کے مطابق کرنا ہو گی۔ اور مَیں اس بوجھ کو صرف اللہ کے لئے اٹھاتا ہوں جس نے فرمایا ﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ﴾۔ یاد رکھو کہ ساری خوبیاں وحدت میں ہیں۔ جس کا کوئی رئیس نہیں وہ مر چکی۔“

(الحکم نمبر 37 جلد 12 مورخہ 6/جون 1908ء)

☾☾☾☾

حضرت مولوی نورالدین صاحب کی اس تقریر پر سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہم آپ کے احکام مانیں گے۔ آپ ہمارے امیر بنیں اور ہمارے مسیح کے جانشین ہوں۔ چنانچہ اس جگہ بارہ سَو کے قریب احمدیوں نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی اور یوں قدرت ثانیہ کا ظہور ہوا۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب کی اس تقریر پر سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہم آپ کے احکام مانیں گے۔ آپ ہمارے امیر بنیں اور ہمارے مسیح کے جانشین ہوں۔ چنانچہ اس جگہ بارہ سَو کے قریب احمدیوں نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی اور یوں قدرت ثانیہ کا ظہور ہوا۔

☾☾☾☾

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد 14/ مارچ 1914ء کو عصر کی نماز کے بعد احباب خلافت کے انتخاب کیلئے مسجد نور میں جمع ہوئے۔ قریباً دو ہزار کے اس مجمع میں سب سے پہلے نواب محمد علی خان صاحب نے حضرت خلیفہ اوّل کی وصیت پڑھ کر سنائی جس میں جماعت کو ایک ہاتھ پر جمع ہو جانے کی نصیحت تھی۔ اس پر ہر طرف سے ”حضرت میاں صاحب“ ”حضرت میاں صاحب“ کی آوازیں بلند ہوئیں اور اسی کی تائید میں مولانا سید محمد احسن امروہی صاحب نے کھڑے ہو کر تقریر کی اور خلافت کی ضرورت اور اہمیت بتا کر تجویز کی کہ حضرت خلیفہ اوّل کے بعد میری رائے میں ہم سب کو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے ہاتھ پر جمع ہونا چاہیئے کہ وہی ہر رنگ میں اس مقام کے اہل اور قابل ہیں اس پر سب طرف سے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے حق میں آوازیں اُٹھنے لگیں اور سارے مجمع نے بالاصرار کہا کہ ہم انہی کی خلافت کو قبول کرتے ہیں۔ اس موقعہ پر مولوی محمد علی صاحب نے مولانا سید محمد احسن امروہی کی تقریر کے دوران کچھ کہنا چاہا اور اپنے دونوں ہاتھ اوپر اُٹھا کر لوگوں کو متوجہ کرنا چاہا لیکن لوگوں نے یہ کہہ کر روک دیا کہ جب آپ خلافت کے ہی منکر ہیں تو اس موقعہ پر ہم آپ کی کوئی بات نہیں سن سکتے۔

لوگ چاروں طرف سے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی طرف رُخ کئے بیعت کیلئے ٹوٹے پڑتے تھے اور جوش کا یہ عالم تھا کہ لوگ ایک دوسرے پر گر رہے تھے۔ ہر طرف سے آواز آ رہی تھی کہ ہماری بیعت قبول کریں، ہماری بیعت قبول کریں۔ حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب نے چند لمحات کے توقف کے بعد لوگوں کے اصرار پر اپنا ہاتھ بڑھایا اور بیعت لینی شروع کی۔ مجلس پر ایک سناٹا چھا گیا اور جو لوگ قریب نہیں پہنچ سکتے تھے انہوں نے اپنی پگڑیاں پھیلا کر ایک دوسرے کی پیٹھوں پر ہاتھ رکھ کر بیعت کے الفاظ دہرائے۔ بیعت شروع ہو جانے کے بعد مولوی محمد علی صاحب اور ان کے بعض دوسرے رفقاء

اس مجمع سے بصد حسرت رخصت ہوکر خدا کے گھر سے بھی نکل گئے۔

حضرت الحاج مرزا بشیرالدین محمود احمد۔ مصلح موعود۔ خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی پہلی تقریر

مورخہ 14/مارچ 1914ء

"أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ سنو! دوستو! میرا یقین اور کامل یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔

میرے پیارو! پھر میرا یقین ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ میرا یقین ہے کہ آپ کے بعد کوئی شخص نہیں آسکتا جو آپ کی دی ہوئی شریعت میں سے ایک شوشہ بھی منسوخ کر سکے۔

میرے پیارو! میرا وہ محبوب آقا سید الانبیاء ایسی عظیم الشان شان رکھتا ہے کہ ایک شخص اس کی غلامی میں داخل ہوکر کامل اتباع اور وفاداری کے بعد نبیوں کا رتبہ حاصل کرسکتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ایسی شان اور عزت ہے کہ آپ کی سچی غلامی میں نبی پیدا ہوسکتا ہے۔ یہ میرا ایمان ہے اور پورے یقین سے کہتا ہوں۔

پھر میرا یقین ہے کہ قرآن مجید وہ پیاری کتاب ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے اور وہ خاتم الکتب اور خاتم شریعت ہے۔

پھر میرا یقین کامل ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام وہی نبی تھے جس کی خبر مسلم میں ہے۔ اور وہی امام تھے جس کی خبر بخاری میں ہے۔ مَیں پھر کہتا ہوں کہ شریعت اسلامی میں کوئی حصہ اب منسوخ نہیں ہوسکتا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اعمال کی اقتدا کرو۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں اور کامل تربیت کا نمونہ تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسرا اجماع جو ہوا۔ وہ وہی خلافت حقہ راشدہ کا سلسلہ ہے۔ خوب غور سے دیکھ لو اور تاریخ اسلام میں پڑھ لو کہ **جو ترقی اسلام کی خلفائے راشدین کے زمانہ میں ہوئی جب وہ خلافت محض حکومت کے رنگ میں تبدیل ہوگئی تو گھٹتی گئی۔ یہاں تک کہ اب جو اسلام اور اہل اسلام کی حالت ہے تم دیکھتے ہو۔**

تیرہ سو سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسی منہاج نبوۃ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدوں کے موافق بھیجا اور ان کی وفات کے بعد پھر وہی سلسلہ خلافت راشدہ کا چلا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی نورالدین صاحب، ان کا درجہ اعلیٰ علّیین میں ہو۔ اللہ تعالیٰ کروڑوں کروڑ رحمتیں اور برکتیں ان پر نازل کرے۔ جس طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت ان کے دل میں بھری ہوئی اور ان کے رگ وریشہ میں جاری تھی جنت میں بھی اللہ تعالیٰ انہیں پاک وجودوں اور پیاروں کے قرب میں آپ کو اکٹھا کرے، اس سلسلہ کے پہلے خلیفہ تھے اور ہم سب نے اسی عقیدہ کے ساتھ ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ پس جب تک یہ سلسلہ چلتا رہے گا اسلام مادی اور روحانی طور پر ترقی کرتا رہے گا۔ اس وقت جو تم نے پکار پکار کر کہا ہے کہ مَیں اس بوجھ کو اٹھاؤں اور تم نے بیعت کے ذریعہ اظہار کیا ہے۔ مَیں نے مناسب سمجھا کہ مَیں تمہارے آگے اپنے عقیدہ کا اظہار کروں۔

مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ میرے دل میں ایک خوف ہے۔ اور اپنے وجود کو بہت ہی کمزور پاتا ہوں۔ حدیث میں آیا ہے کہ تم اپنے غلام کو وہ کام مت بتاؤ جو وہ کر نہیں سکتا۔ تم نے مجھے اس وقت غلام بنانا چاہا ہے تو وہ کام مجھے نہ بتانا جو میں نہ کرسکوں۔ مَیں جانتا ہوں کہ مَیں کمزور اور گنہگار ہوں۔ مَیں کس طرح دعویٰ کرسکتا ہوں کہ دنیا کی ہدایت کرسکوں گا اور حق اور راستی کو پھیلاسکوں گا۔ ہم تھوڑے ہیں اور اسلام کے دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم اور غریب نوازی پر ہماری امیدیں بے انتہا ہیں۔ تم نے یہ بوجھ مجھ پر رکھا ہے تو سنو! اس ذمہ داری سے عہدہ برا ہونے کے لئے میری مدد کرو اور وہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ سے فضل اور توفیق چاہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور فرمانبرداری میں میری اطاعت کرو۔

مَیں انسان ہوں اور کمزور انسان۔ مجھ سے کمزوریاں ہوں گی تو تم چشم پوشی کرنا۔ تم سے غلطیاں ہوں گی میں خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجھ کر عہد کرتا ہوں کہ مَیں چشم پوشی اور درگزر کروں گا۔ اور میرا اور تمہارا متحد کام اس سلسلہ کی ترقی اور اس سلسلہ کی غرض وغایت کو عملی رنگ میں پیدا کرنا ہے۔ **پس اب جو تم نے میرے ساتھ ایک تعلق پیدا کیا ہے اس کو وفاداری سے پورا کرو۔** تم مجھ سے اور مَیں تم سے چشم پوشی خدا کے فضل سے کرتا رہوں گا۔ تمہیں امر بالمعروف میں میری اطاعت اور فرمانبرداری کرنی ہوگی۔ اگر نعوذ باللہ کہوں کہ خدا ایک نہیں تو اُسی خدا کی قسم دیتا ہوں جس کے قبضۂ قدرت میں ہم سب کی جان ہے جو وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ اور لَیْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ ہے کہ میری ایسی بات ہرگز نہ ماننا۔

اگر مَیں تمہیں نعوذ باللہ نبوت کا کوئی نقص بتاؤں تو مت مانیو۔ اگر قرآن کریم کا کوئی نقص بتاؤں تو پھر خدا کی قسم دیتا ہوں مت مانیو۔ حضرت مسیح موعودؑ نے جو خدا تعالیٰ سے وحی پا کر تعلیم دی ہے اس کے خلاف کہوں تو ہرگز ہرگز نہ ماننا۔ ہاں مَیں پھر کہتا ہوں اور پھر کہتا ہوں کہ امر معروف میں میری خلاف ورزی نہ کرنا۔ **اگر اطاعت اور فرمانبرداری سے کام لوگے اور اس عہد کو مضبوط کرو گے تو یاد رکھو اللہ تعالیٰ کا فضل ہماری دستگیری کرے گا اور ہماری متحد دعائیں کامیاب ہوں گی۔** اور مَیں اپنے مولیٰ کریم پر بہت بڑا بھروسہ رکھتا ہوں مجھے یقین کامل ہے کہ میری نصرت ہوگی۔ پرسوں جمعہ کے روز مَیں نے ایک خواب سنایا تھا کہ مَیں بیمار ہوگیا اور مجھے ران میں درد محسوس ہوا۔ اور مَیں نے سمجھا کہ شاید طاعون ہونے لگا تب مَیں نے اپنا دروازہ بند کرلیا اور فکر کرنے لگا کہ یہ کیا ہونے لگا ہے۔ مَیں نے سوچا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدہ کیا تھا۔ اِنِّی اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّار۔ یہ خدا کا وعدہ آپ کی زندگی میں پورا ہوا۔ شاید خدا کے مسیح کے بعد یہ وعدہ نہ رہا ہو کیونکہ وہ پاک وجود ہمارے درمیان نہیں۔ اسی فکر میں مَیں کیا دیکھتا ہوں۔ یہ خواب نہ تھا، بیداری تھی۔ میری آنکھیں کھلی تھیں مَیں درو دیوار کو دیکھتا تھا کمرے کی چیزیں نظر آرہی تھیں۔ مَیں نے اسی حالت میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ ایک سفید اور نہایت چمکتا ہوا نور ہے۔ نیچے سے آتا ہے اور اوپر چلا جاتا ہے، نہ اس کی ابتدا ہے نہ انتہا۔ اس نور میں سے ایک ہاتھ نکلا جس میں ایک سفید چینی کے پیالہ میں دودھ تھا جو مجھے پلایا گیا۔ جس کے بعد معاً مجھے آرام ہوگیا اور کوئی تکلیف نہ رہی۔ اس قدر حصہ مَیں نے سنایا تھا اِس کا دوسرا حصہ اُس وقت مَیں نے نہیں سنایا۔ اب سناتا ہوں۔ وہ پیالہ جب مجھے پلایا گیا تو معاً میری زبان سے نکلا 'میری امت بھی کبھی گمراہ نہ ہوگی'۔ میری امت کوئی نہیں۔ تم میرے بھائی ہو، مگر اس نسبت سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت مسیح موعود کو ہے یہ فقرے تھے۔ جس کام کو مسیح موعود نے جاری کیا اپنے موقعہ پر وہ امانت میرے سپرد ہوئی ہے۔ پس دعائیں کرو اور تعلقات بڑھاؤ اور قادیان آنے کی کوشش کرو اور بار بار آؤ۔ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سنا اور بار بار سنا کہ جو یہاں بار بار نہیں آتا اندیشہ ہے کہ اس کے ایمان میں نقص ہو۔ اسلام کا پھیلانا ہمارا پہلا کام ہے۔ مل کر کوشش کرو تا کہ اللہ تعالیٰ کے احسانوں اور فضلوں کی بارش ہو۔

مَیں پھر تمہیں کہتا ہوں پھر کہتا ہوں اور پھر کہتا ہوں۔ اب جو تم نے بیعت کی ہے۔ اور میرے ساتھ ایک تعلق حضرت مسیح موعودؑ کے بعد قائم کیا ہے اس تعلق میں وفاداری کا نمونہ دکھاؤ۔ اور مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھو۔ مَیں ضرور تمہیں یاد رکھوں گا۔ ہاں یاد رکھتا بھی رہا ہوں۔ کوئی دعا مَیں نے آج تک ایسی نہیں کی جس میں مَیں نے سلسلہ کے افراد کے لئے نہ کی ہو مگر اب آگے سے بھی بہت زیادہ یاد رکھوں گا۔ مجھے کبھی پہلے بھی دعا کے لئے کوئی ایسا جوش نہیں آیا جس میں احمدی قوم کے لئے دعا نہ کی ہو۔ پھر سنو! کہ کوئی کام ایسا نہ کرو جو اللہ تعالیٰ کے عہد شکن کیا کرتے ہیں۔ ہماری دعائیں یہی ہوں کہ ہم مسلمان جئیں اور مسلمان مریں۔ آمین"۔ (الفضل قادیان دارالامان مورخہ 21/مارچ 1914ء صفحہ 2-3)

حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی پہلی تقریر

مورخہ 9/نومبر 1965ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا وصال 7-8 نومبر 1965ء کی درمیانی شب کو ہو گیا۔ قواعد انتخاب جانشین کے مطابق نئے خلیفہ کا انتخاب عام حالات میں 24 گھنٹے کے اندر اندر ہونا چاہئے۔ چنانچہ اراکین مجلس انتخاب کو اطلاع دی گئی اور اخبار میں بھی اعلان کیا گیا۔ مؤرخہ 8-9 نومبر کی درمیانی شب بعد نماز عشاء مسجد مبارک میں انتخاب خلافت کا باقاعدہ اجلاس منعقد ہوا اور اراکین کی بہت بھاری اکثریت کی آراء کے مطابق حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفہ ثالث منتخب ہوئے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے کھڑے ہو کر تشہد اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد رقت بھرے الفاظ میں اُس عہد کو دہرایا جو منتخب خلیفہ کے لئے بیعت لینے سے قبل دہرانا ضروری ہے۔ عہد دہرانے کے بعد آپؒ نے فرمایا کہ:۔

"یہ ایک عہد ہے جو صمیم قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر یہ یقین رکھتے ہوئے کہ وہ عالم الغیب ہے، یہ یقین رکھتے ہوئے کہ لعنتی ہے وہ شخص جو فریب سے کام لیتا ہے، مَیں نے آپ لوگوں کے سامنے دہرایا ہے۔ مَیں حتی الوسع تبلیغ اسلام کے لئے کوشش کرتا رہوں گا اور آپ میں سے ہر ایک کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی کا سلوک کروں گا۔ چونکہ آپ نے مجھ پر ایک بھاری ذمہ واری ڈالی ہے اس لئے مَیں امید رکھتا ہوں کہ آپ بھی اپنی دعاؤں اور مشوروں سے میری مدد کرتے رہیں گے کہ خدا تعالیٰ میرے جیسے حقیر اور عاجز انسان سے وہ کام لے جو احمدیت کی تبلیغ، اسلام کی اشاعت اور توحید الٰہی کے قیام کے لئے ضروری ہے۔ اور اپنی رحمت فرماتے ہوئے میرے دل پر آسمانی نور نازل فرمائے اور مجھے وہ کچھ سکھائے جو انسان خود نہیں سیکھ سکتا۔

میں بڑا ہی کم علم ہوں، نا اہل ہوں، مجھ میں کوئی طاقت نہیں، کوئی علم نہیں۔ جب میرا نام تجویز کیا گیا تو مَیں لرز اٹھا اور مَیں نے دل میں کہا کہ میری کیا حیثیت ہے۔ پھر ساتھ ہی مجھے یہ بھی خیال آیا کہ ہمارے پیارے امام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے باوجود اس کے کہ خدا تعالیٰ نے انہیں اپنی بہت سے نعمتوں اور برکتوں سے نوازا تھا فرمایا ہے ؎

کرمِ خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں

جب ہمارے پیارے امام نے ان الفاظ میں اپنے خدا کو مخاطب فرمایا ہے اور اس کے حضور اپنے آپ کو "کرمِ خاکی" قرار دیا ہے تو مَیں تو اُس اپنے آپ کو 'کرم خاکی' کہنے والے سے کوئی بھی نسبت نہیں رکھتا۔ لیکن ساتھ ہی مجھے خیال آیا کہ مَیں بے شک ناچیز ہوں اور ایک بے قیمت مٹی کی حیثیت رکھتا ہوں لیکن اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو وہ مٹی کو بھی نور بخش سکتا ہے۔ اور اُس مٹی میں بھی وہ طاقتیں اور قوتیں بھر سکتا ہے جو کسی کے خیال میں بھی نہیں آسکتیں۔ وہ اُس مٹی میں ایسی چمک دمک پیدا کرسکتا ہے کہ جو سونے اور ہیروں میں نہ ہو۔

غرضیکہ میرے پاس ایسے الفاظ نہیں جن سے مَیں اپنی کمزوریوں کو بیان کرسکوں۔ اس لئے آپ دعاؤں سے میری مدد کریں۔ جہاں تک ہوسکے گا مَیں آپ میں سے ہر ایک کی بھلائی کی کوشش کروں گا۔ اختلاف تو ہم بھائیوں میں بھی ہوسکتا ہے لیکن اختلاف

باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

جماعت احمدیہ کی فتح اور اس کا غلبہ دنیاوی ہتھیاروں کے ذریعہ سے نہیں ہونا بلکہ یہ نیکیاں اور تقویٰ ہے جو ہماری کامیابی کے ضامن ہیں۔

ہمیشہ دیکھنا چاہئے کہ ہم نے تقویٰ وطہارت میں کہاں تک ترقی کی ہے۔

آپ مجھے پیارے ہیں اس لئے کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درخت وجود کی سرسبز شاخیں ہیں۔ اور ہر وہ شخص مجھے پیارا ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے۔ اور آپؐ کے روحانی فرزند سے آپؑ سے محبت کی وجہ سے محبت کرتا ہے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 13 رمئی 2005ء (13 رہجرت 1384 ہجری شمسی) بمقام مسجد سلام، دارالسلام، تنزانیہ (مشرقی افریقہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''حقیقی تقویٰ کے ساتھ جاہلیت جمع نہیں ہوسکتی۔ حقیقی تقویٰ اپنے ساتھ ایک نور رکھتی ہے۔ جیسا کہ اللہ جلّشانہٗ فرماتا ہے ﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ ﴾ (انفال: 30)۔﴿ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ ﴾ (الحدید:29)۔ یعنی اے ایمان لانے والو! اگر تم متقی ہونے پر ثابت قدم رہو اور اللہ تعالیٰ کے لئے اِتّقاء کی صفت میں قیام اور استحکام اختیار کرو تو خداتعالیٰ تم میں اور تمہارے غیروں میں فرق رکھ دے گا۔ وہ فرق یہ ہے کہ تم کو ایک نور دیا جائے گا جس نور کے ساتھ تم اپنی تمام راہوں میں چلو گے۔ یعنی وہ نور تمہارے تمام افعال اور اقوال اور قویٰ اور حواس میں آ جائے گا۔ تمہاری عقل میں بھی نور ہوگا۔ تمہاری ایک اٹکل کی بات میں بھی نور ہوگا۔ اور تمہاری آنکھوں میں بھی نور ہوگا اور تمہارے کانوں اور تمہاری زبانوں اور تمہارے بیانوں اور تمہاری ہر ایک حرکت اور سکون میں نور ہوگا۔ اور جن راہوں میں تم چلو گے وہ راہ نورانی ہو جائیں گی۔ غرض جتنی تمہاری راہیں، تمہارے قویٰ کی راہیں، تمہارے حواس کی راہیں ہیں وہ سب نور سے بھر جائیں گی اور تم سراپا نور میں ہی چلوگے''۔ (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 177-178)

یہاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ صرف دعویٰ ہی کافی نہیں کہ مَیں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور اس کا تقویٰ اختیار کرتا ہوں۔ بلکہ اگر اپنے ہر عمل سے یہ ثابت کرو گے کہ اگر مجھے کوئی خوف ہے تو صرف خدا کا خوف ہے، اگر مجھے کوئی خوف ہے تو صرف یہ کہ میرا خدا مجھ سے ناراض نہ ہو جائے، مَیں کوئی ایسا کام نہ کروں جو اس کی ناراضگی کا باعث بنے۔ دنیا کی ہر چیز سے زیادہ مجھے خدا محبوب ہو۔ اور پھر یہی نہیں کہ کبھی اس کا اظہار ہو گیا اور کبھی نہ، بلکہ اب یہ تمہاری زندگیوں کا حصہ بن جانا چاہئے۔ کوئی دنیاوی لالچ اور کوئی رشتہ تمہیں خدا تعالیٰ سے زیادہ محبوب نہ ہو، تو پھر کہا جا سکتا ہے کہ تم میں تقویٰ پیدا ہو گیا ہے۔

تقویٰ کی وضاحت کرتے ہوئے آپ مزید فرماتے ہیں کہ:

''تقویٰ کے بہت سے اجزاء ہیں۔ عُجب، خود پسندی، مال حرام سے پرہیز اور بداخلاق سے بچنا بھی تقویٰ ہے''۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 81)

یہ چند برائیاں گنوا کر آپؑ نے یہی فرمایا ہے کہ تمام برائیوں سے اس لئے بچنا اور تمام نیکیوں کو اس لئے اختیار کرنا ہے کہ اللہ کا پیار حاصل ہو۔ اور اسی کا نام تقویٰ ہے۔ اور جب تم یہ معیار حاصل کر لو گے تو سمجھو کہ تم نے خدا تعالیٰ کا پیار حاصل کر لیا ہے۔ اور جب خدا تعالیٰ کا پیار حاصل ہو جائے گا تو یاد رکھو کہ وہ انسانوں کی طرح پیار نہیں کرتا کہ کبھی دوستی نبھائی اور کبھی نہ نبھائی اور کبھی پرواہ نہ کی۔ بلکہ جو شخص تقویٰ پر قائم ہو جائے تو ایسے شخص کا اللہ تعالیٰ اس قدر فکر کرتا ہے کہ انسان سوچ بھی نہیں سکتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش سے پتہ لگ رہا ہوگا کہ یہ شخص وہ ہے جو تقویٰ پر قائم ہے اور ایک دنیا دار میں اور اُس میں ایک واضح فرق ہے۔ تقویٰ پر قائم شخص کو اللہ تعالیٰ سرتاپا نورانی بنا دیتا ہے۔ اس سے کوئی ایسی حرکت سرزد ہو ہی نہیں سکتی جس سے اللہ تعالیٰ کے نور کا اظہار نہ ہو رہا ہو۔ اس کا ہر عمل، اس کا ہر فعل اور اس کی ہر حرکت اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق ہو رہا ہوگا۔ اور ایسا شخص جب کسی مجلس میں جائے گا، جہاں بھی جائے گا اس کا ایک رعب ہوگا۔ خدا تعالیٰ کی تائید اس کے ساتھ ہوگی۔ پس آپ فرماتے ہیں کہ یہی تقویٰ ہے جو ہر احمدی میں ہونا چاہئے۔ اگر ہر احمدی یہ حاصل کر لے تو اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق تم میں اور غیر میں ایک واضح فرق ظاہر فرما دے گا۔ پس ہم میں سے ہر ایک کی کوشش ہونی چاہئے کہ ان معیاروں کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

جماعت احمدیہ کی فتح اور اس کا غلبہ دنیاوی ہتھیاروں کے ذریعہ سے نہیں ہونا بلکہ یہ نیکیاں اور تقویٰ ہے جو ہماری کامیابی کے ضامن ہیں۔ ورنہ دنیاوی لحاظ سے تو نہ ہمارے پاس طاقت ہے اور نہ وسائل ہیں۔ دنیاوی وسائل کے لحاظ سے تو ہم غیر کا ایک منٹ بھی مقابلہ نہیں کر سکتے۔ لیکن اگر ہم میں تقویٰ پیدا ہو جائے گا، اگر ہم اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا کر لیں گے، اگر ہم اپنے دل میں خدا تعالیٰ کی محبت پیدا کر لیں گے، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں تمہیں وہ طاقتیں عطا کروں گا جن کا کوئی غیر اور کوئی بڑی سے بڑی طاقت بھی مقابلہ نہیں کر سکتی۔ پس ہر احمدی کو چاہئے کہ اپنے اندر اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق خاص تبدیلی پیدا کرے۔ اپنے تقویٰ کے معیاروں کو اونچا کرے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں شامل ہو کر ہم نے جو یہ عہد کیا ہے کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کریں گے، اس کی عبادت بجا لائیں گے، اس کے حکموں پر عمل کریں گے، دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے، مخلوق کے حقوق ادا کریں گے، اعلیٰ اخلاق کا نمونہ دکھائیں گے، کسی کا حق نہیں ماریں گے، تکبر نہیں کریں گے، بیوی خاوند اور خاوند بیوی کے حقوق ادا کرے گا اور صرف اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ یہ حقوق ادا کرو تو تبھی ہم متقی کہلا سکتے ہیں۔ جب یہ سارے حقوق ادا کریں گے تو ہی متقی کہلا سکیں گے۔

ایک حدیث میں ہے کہ اگر خاوند اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ بھی اس لئے ڈالتا ہے کہ خدا کی رضا حاصل کروں تو اللہ تعالیٰ اس کا بھی ثواب دیتا ہے۔ پس جو کام بھی آپ اللہ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے اور اس کا پیار حاصل کرنے کے لئے کریں گے وہ تقویٰ ہے۔ اور جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اس سوچ کے ساتھ آپ اپنا ہر فعل کر رہے ہوں گے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت کبھی آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اور نہ صرف آپ جماعتی لحاظ سے مضبوط ہوں گے بلکہ ذاتی طور پر بھی معاشرے میں آپ کا مقام بلند ہوگا۔ آپ کے مال اور اولاد

میں خدا تعالیٰ برکت نازل فرمائے گا اور آپ کو عزت کا مقام عطا فرمائے گا۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ﴾ (الحجرات:14) یعنی اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ معزز کہے اسے پھر دنیا میں ذلیل ہونے کے لئے چھوڑ دے۔ اللہ تعالیٰ جو سب دوستوں سے زیادہ دوستی کا حق ادا کرنے والا ہے یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ دنیاداروں کے مقابلے میں اپنے بندے کو ذلیل و رسوا کرائے۔ یہ ٹھیک ہے کہ انبیاء کو دنیاداروں کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑتا ہے، یہ دنیادار ہر کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح اس کے پیغام کو پھیلنے نہ دیں۔ دنیا کی نظر میں اس کو گرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر کیا خدا نے کبھی ان کو چھوڑا ہے؟ کبھی نہیں۔ نبی تو پھر خدا کی طرف سے بھیجے ہوئے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرماتا ہے اور دنیا میں کامیاب کر کے چھوڑتا ہے یا نہ ماننے والوں کو سزا کے طور پر مختلف شکلوں میں عذاب دیتا ہے۔ لیکن یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کے مطابق ایک عام آدمی کو بھی جو تقویٰ پر قائم ہو، نہیں چھوڑتا۔ جو اُس سے تعلق جوڑ لیتا ہے وہ اپنے وعدے کے مطابق اس کی عزت قائم کرتا ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس میں استحکام ہونا چاہئے، اس میں مستقل مزاجی ہونی چاہئے، اور ذرا سے ابتلا سے دنیا سے ڈر کر جو سب دوستوں سے بڑھ کر دوست اور ولی ہے اس کا در چھوڑ نہیں دینا چاہئے۔ اگر مستقل مزاجی سے اس کے دَر پر جھکے رہیں گے اور اس کا دامن پکڑے رہیں گے تو وہ نہ صرف ہر مشکل سے بچائے گا بلکہ رعب بھی قائم کرے گا۔ اللہ تعالیٰ تو ایسا باوفا دوست ہے کہ اپنے بندوں پر نظر رکھتے ہوئے ان کی تکلیفیں دور کرنے کی فکر میں بھی رہتا ہے اور ان کے لئے ان تکلیفوں کو دور کرنے کے راستے نکالتا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے ﴿وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا﴾ (الطلاق:3) یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے تکلیفوں اور پریشانیوں سے بچنے کا کوئی نہ کوئی راستہ نکال دے گا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ اپنے در پر آنے والوں اور تقویٰ اختیار کرنے والوں کے متعلق یہ بھی فرماتا ہے کہ مَیں ان کے رزق میں بھی برکت ڈالتا ہوں۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ بے تحاشا مال ہونا بھی رزق میں برکت ہے۔ ٹھیک ہے اگر کسی نیک آدمی کے پاس مال ہے تو یہ اُس پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس سے وہ اپنے ساتھ اپنے بھائیوں کی ضرورتیں بھی پوری کرتا ہے۔ لیکن یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ مال میں برکت اس طرح بھی ڈالتا ہے کہ ایک بندے کو بہت سی لغویات اور گناہوں سے بچا کر رکھتا ہے۔ مثلاً جوا، شراب، زنا وغیرہ سے بچایا ہوا ہے۔ اور اسی رقم سے جہاں ایک احمدی مسلمان اپنے بیوی بچوں کے خرچ بھی برداشت کرتا ہے اور چندے بھی دیتا ہے وہاں اتنی رقم سے لغویات اور گناہوں میں مبتلا شخص کے گھر میں ہر وقت دنگا فساد اور بے برکتی ہی رہتی ہے اور غلاظت اور پھٹکار ہی ہر وقت ایسے گھروں میں پڑی رہتی ہے۔ غرض ایک برکت جو ایک متقی کے پیسے میں ہے وہ غیر متقی کے پیسے میں نہیں۔ پھر ضروریات زندگی کے لئے اللہ تعالیٰ بعض دفعہ متقی شخص کے لئے ایسے ذرائع سے رقم کا انتظام کر دیتا ہے جو اس کے وہم و خیال میں بھی نہیں ہوتا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿وَیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ۔ مَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ﴾ (الطلاق:4) یعنی متقی کو اللہ تعالیٰ وہاں سے رزق دے گا جہاں سے رزق آنے کا اس کو خیال بھی نہیں ہو گا۔ اور جو کوئی اللہ پر توکل کرتا ہے اللہ اس کے لئے کافی ہے۔ تو جب اس حد تک تقویٰ بڑھ جائے گا کہ انسان اس پر توکل کرتے ہوئے غیر اللہ کے سامنے نہ جھکے تو پھر وہ خدا تعالیٰ کے دینے کے نظارے بھی دیکھتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سلسلے میں فرماتے ہیں کہ:

’’ہمیشہ دیکھنا چاہئے کہ ہم نے تقویٰ و طہارت میں کہاں تک ترقی کی ہے۔ اس کا معیار قرآن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے متقی کے نشانوں میں ایک یہ بھی نشان رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کو مکروہاتِ دنیا سے آزاد کر کے اس کے کاموں کا خود متکفل ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا ﴿وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا۔ وَیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ﴾ (الطلاق:3) جو شخص خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے، اللہ تعالیٰ ہر ایک مصیبت میں اس کے لئے راستہ مخلصی کا نکال دیتا ہے اور اس کے لئے ایسے روزی کے سامان پیدا کر دیتا ہے کہ اس کے علم و گمان میں نہ ہوں۔ یعنی یہ بھی ایک علامت متقی کی ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کو نابکار ضرورتوں کا محتاج نہیں کرتا۔ مثلاً ایک دکاندار یہ خیال کرتا ہے کہ دروغگوئی کے سوا اُس کا کام نہیں چل سکتا اِس لئے دروغگوئی سے باز نہیں آتا اور جھوٹ بولنے کے لئے وہ مجبوری ظاہر کرتا ہے۔ لیکن یہ امر ہرگز سچ نہیں۔ خدا تعالیٰ متقی کا خود محافظ ہو جاتا اور اُسے ایسے مواقع سے بچا لیتا ہے جو خلافِ حق پر مجبور کرنے والے ہوں۔ یاد رکھو جب اللہ تعالیٰ کو کسی نے چھوڑا تو خدا نے اسے چھوڑ دیا۔ جب رحمٰن نے چھوڑ دیا تو ضرور شیطان اپنا رشتہ جوڑے گا‘‘۔ (رپورٹ جلسہ سالانہ 1897ء۔ بحوالہ تفسیر بیان فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام زیر سورۃ الطّلاق آیت نمبر 3)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ:

’’انسان مشکلات اور مصائب میں مبتلا ہوتا ہے اور حاجات مختلف رکھتا ہے۔ اور ان کے حل اور روا ہونے کے لئے بھی تقویٰ ہی کو اصول قرار دیا ہے۔ معاش کی تنگی اور دوسری تنگیوں سے راہ نجات تقویٰ ہی ہے‘‘۔ فرمایا: ’’﴿وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا۔ وَیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ﴾ (الطلاق:3-4) خدا متقی کے لئے ہر مشکل میں ایک مَخْرج پیدا کر دیتا ہے اور اس کو غیب سے اس سے مخلصی پانے کے اسباب بہم پہنچا دیتا ہے۔ اُس کو ایسے طور سے رزق دیتا ہے کہ اس کو پتہ بھی نہ لگے‘‘۔

فرماتے ہیں کہ: ’’اب غور کر کے دیکھ لو کہ انسان اس دنیا میں چاہتا کیا ہے۔ انسان کی بڑی سے بڑی خواہش دنیا میں یہی ہے کہ اس کو سُکھ اور آرام ملے۔ اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ہی راہ مقرر کی ہے جو تقویٰ کی راہ کہلاتی ہے۔ اور دوسرے لفظوں میں اس کو قرآن کریم کی راہ کہتے ہیں۔ اور اس کا نام صراط مستقیم ہے‘‘۔

فرمایا: ’’کوئی یہ نہ کہے کہ کفار کے پاس بھی مال و دولت اور املاک ہوتے ہیں اور وہ اپنی عیش و عشرت میں منہمک اور مَست رہتے ہیں‘‘۔ فرمایا کہ: ’’مَیں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ وہ دنیا کی آنکھ میں بلکہ ذلیل دنیاداروں اور ظاہر پرستوں کی آنکھ میں خوش معلوم دیتے ہیں۔ مگر درحقیقت وہ ایک جلن اور دکھ میں مبتلا ہوتے ہیں۔ تم نے ان کی صورت کو دیکھا ہے مگر مَیں ایسے لوگوں کے قلب پر نگاہ رکھتا ہوں۔ وہ ایک سَعیر اور سلاسل و اَغلال میں جکڑے ہوئے ہیں‘‘۔ (الحکم جلد 5 نمبر 11 مورخہ 24/مارچ 1901ء)

تو فرمایا کہ اصل چیز تقویٰ ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ متقی کا کفیل ہوتا ہے۔ لیکن کسی کو خیال آ سکتا ہے کہ کافروں کے پاس بھی اتنا پیسہ ہے وہ عیش کرتے ہیں۔ فرمایا کہ تمہیں ان کے دلوں کا حال نہیں پتہ۔ گو وہ بظاہر عیش کر رہے ہوتے ہیں لیکن فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ ان کے دل میں ایک آگ ہوتی ہے جس میں وہ جل رہے ہوتے ہیں۔ ایک ایسے لوہے کے طوق میں ان کا گلا پکڑا ہوا ہوتا ہے جس سے وہ نکل نہیں سکتے۔ دنیادار بیچارے کو یہی فکر رہتی ہے کہ کہیں ان کا پیسہ ضائع نہ ہو جائے۔ آج کل مختلف قسم کی بیماریاں بھی ایسے لوگوں کو ہیں جو عموماً متقیوں کو نہیں ہوتیں۔ متقی انسان کو اگر کوئی فکر ہوتی ہے تو وہ اس غم میں گھلتا ہے کہ کہیں خدا تعالیٰ مجھ سے ناراض نہ ہو جائے۔ لیکن دنیادار کی دولت ذرا سی بھی ضائع ہو جائے تو اس کو جان کے لالے پڑ جاتے ہیں۔ پھر وہ اور مختلف قسم کی عیاشیوں میں پڑا ہوتا ہے جس سے مختلف قسم کی بیماریوں کا حملہ ہوتا ہے۔ بعض لوگ اپنی دولت کے حساب میں ساری ساری رات جاگتے ہیں اور اسی وجہ سے بیمار ہو جاتے ہیں۔ بہرحال اگر کسی کے پاس دولت ہے اور تقویٰ نہیں ہے تو یہ دولت بھی ایک وبال ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ’’یہ (آیت) ایک وسیع بشارت ہے۔ تم تقویٰ اختیار کرو خدا تمہارا کفیل ہوگا۔ اس کا جو وعدہ ہے وہ سب پورا کر دے گا‘‘۔ (الحکم جلد 5 نمبر 42 مورخہ

لیڈیز کپڑے کی مکمل کولیکشن

اب آپ سے صرف ایک Click دور!

انٹرنیٹ سے ابھی چوائس کریں اور پوری دنیا میں گھر بیٹھے ڈلیوری پائیں

www.woostyles.co.uk

Terms and Conditions applied

Fozman Foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

17/ نومبر 1901ء)۔لیکن یہ بات بہر حال یاد رکھنی چاہئے کہ کامل تقویٰ ہوگا تو اللہ تعالیٰ کے وعدے بھی پورے ہوں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اگر تمہاری زندگی اور تمہاری موت اور تمہاری ہر ایک حرکت اور تمہاری نرمی اور گرمی‘‘ یعنی خوش مزاجی اور غصہ’’ خدا کے لئے ہو جائے گی۔اور ہر ایک تلخی اور مصیبت کے وقت تم خدا کا امتحان نہیں کرو گے اور تعلق کو نہیں توڑو گے بلکہ آگے قدم بڑھاؤ گے تو مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک خاص قوم ہو جاؤ گے۔تم بھی انسان ہو جیسا کہ مَیں انسان ہوں اور وہی میرا خدا تمہارا خدا ہے۔پس اپنی پاک قوتوں کو ضائع مت کرو۔اگر تم پورے طور پر خدا کی طرف جھکو گے تو دیکھو مَیں خدا کی منشاء کے موافق تمہیں کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک قوم برگزیدہ ہو جاؤ گے۔خدا کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اس کی توحید کا اقرار نہ صرف زبان سے بلکہ عملی طور پر کرو تا خدا بھی عملی طور پر اپنا لطف و احسان تم پر ظاہر کرے‘‘۔

پھر فرمایا کہ:’’تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں۔وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔اُن کے لئے موقع ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں‘‘۔

فرمایا کہ:’’یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا‘‘۔(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد20صفحہ308-309)

پس دیکھیں آپ لوگ جو افریقہ کے اس ملک میں بیٹھے ہیں، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درخت وجود کی شاخیں ہی ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق آپؑ کی جماعت کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلا دیا ہے۔مخالفین کہتے ہیں کہ یہ شخص جھوٹا ہے، یہ اللہ تعالیٰ پر افتراء کرنے والا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرنے والا ہے۔کیا اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ منسوب کرنے والوں اور تقویٰ سے ہٹے ہوئے لوگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ یہ سلوک فرماتا ہے!؟۔پس یہ مخالفین جھوٹے ہیں اور یقیناً جھوٹے ہیں۔آپ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے، اُس کے آگے جھکتے ہوئے، تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند مسیح زمان کی جماعت سے چمٹے رہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو ذاتی طور پر بھی اور بحیثیت جماعت بھی اپنے وعدے کے مطابق اپنی بے شمار نعمتوں سے نوازتا رہے گا۔اور یقیناً آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ کئے ہوئے خدا تعالیٰ کے اس وعدہ کے مصداق ٹھہریں گے جس کے بارے میں آپؑ فرماتے ہیں کہ:

’’خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے، ایسا ایمان جو اس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان، نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں، ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں۔اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے‘‘۔(رسالہ الوصیت۔روحانی خزائن جلد20 صفحہ109)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم ہمیشہ صدق کے قدم پر چلنے والے ہوں اور ہمارے ہر عمل سے تقویٰ ظاہر ہوتا ہو۔یہاں ایک اور بات مَیں بیان کرنے سے نہیں رہ سکتا کہ آپ میں خلافت سے محبت اور وفا کا جذبہ قابل تعریف ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کو تقویٰ پر قائم رکھتے ہوئے اس مضبوط بندھن کو اَور مضبوط کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔اور مجھے بھی آپ سے پہلے سے بڑھ کر محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آپ مجھے پیارے ہیں اس لئے کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درخت وجود کی سرسبز شاخیں ہیں۔اور ہر وہ شخص مجھے پیارا ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے۔اور آپؐ کے روحانی فرزند سے آپؐ سے محبت کی وجہ سے محبت کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو تقویٰ کی راہوں پر چلتے ہوئے یہ سب تقاضے پورے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

’’آج امیر المومنین کل اسیر الکافرین‘‘

کسی زمانہ میں مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے مریدوں نے انہیں’’امیر المومنین‘‘ بننے کی مضحکہ خیز اور خلافِ اسلام پیشکش کی کہ آپ ہمارے امیر المومنین بن جائیں۔حالانکہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کسی نبی کے ظہور کے بعد معرض وجود میں آتی ہے۔مگر دیو بندیوں کے نزدیک آنحضرت ﷺ کی قوتِ قدسیہ سے اب نبی نہیں بلکہ معاذ اللہ دجال پیدا ہو نگے۔ بہر حال’’حکیم الامت‘‘ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے جو جواب دیا وہ بہت ہی پر لطف اور نہایت دلچسپ ہے۔خود ہی بیان فرماتے ہیں:۔

’’یاد آیا کہ ایک صاحب پنجاب سے آئے تھے۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ اس تحریکِ خلافت میں کیوں نہیں شریک ہوئے۔مَیں نے کہا کہ ایسے عظیم الشان مقاصد کے لئے ضرورت ہے قوت کی اور قوت موقوف ہے اتفاق پر اور اس کے دو درجے ہیں۔ایک حدوث، ایک بقاء۔سو اول تو اس وقت تک حدوث بھی نہیں ہوا لیکن اگر اس کو تسلیم بھی کر لیا جاوے تو بقاء کا کوئی سامان نہیں۔کہنے لگے بقاء کیسے ہو۔میں نے کہا اس کے لئے ضرورت ہے امیر المومنین کی کہ وہ اپنے قہر سے اتفاق کو باقی رکھ سکتا ہے کیونکہ خروج عن الجماعۃ پر سزا دے سکتا ہے اور یہاں کوئی امیر المومنین نہیں۔کہنے لگے ہم آپ کو امیر بناتے ہیں۔مَیں نے کہا مَیں بننے کو تیار ہوں مگر اس کے کچھ شرائط ہیں۔ ایک یہ کہ تمام مشاہیر علماء اور لیڈروں کے دستخط میرے امیر تسلیم کر لینے پر کرالاؤ۔اگر ایک نے بھی اختلاف کیا تو مَیں امیر نہیں بنتا۔اس کے بعد اگر پھر کوئی کسی قسم کی گڑ بڑ کرے گا اس کو درست کر دیا جاوے گا۔دوسری بات یہ ہے کہ مَیں شخصی سلطان بنوں گا، جمہوری نہ بنوں گا۔دوسروں کی رائے کا منتظر نہ رہوں گا۔تیسرے یہ کہ ہندوستان کے سب مسلمان اپنا سرمایہ چاہے وہ کسی قسم کا ہو نقد زیورات جائیداد مکانات باغات سب میرے نام ہبہ کر دیں۔مَیں بھیک مانگنے والا امیر نہ ہوں گا کہ ضرورت تو ہے اِس وقت اب چندہ کرتے پھرو۔اتنے چندہ ہو وہاں سب کام درہم برہم۔اور مَیں یہ وعدہ کرتا ہوں کہ اس ہبہ کے بعد جس کی جس طرح پر گزر ہو رہی ہے اس سے بھی اچھی طرح پر گزر کا انتظام کر دوں گا۔تکلیف کسی کو کسی قسم کی نہیں ہونے دوں گا۔ مجھ سے اس کا اقرار نامہ لکھوا لیا جائے۔جب یہ سب ہو جائے گا اس کے ضروری سامان مہیا کر دوں گا۔اور سب سے پہلے جو امیر المومنین ہو کر حکم دوں گا وہ یہ ہوگا کہ دس برس تک سب تحریک اور شور و غل بند۔ان دس سال میں مسلمانوں کی اصلاح کی کوشش کی جائے گی۔ جب یہ قابلِ اطمینان ہو جائیں گے تب مناسب حکم دوں گا۔ باقی جب تک قوت نہ ہو کفار سے بھی نہایت لطف اور حسن سے کام لینا چاہئے۔اور اگر یہ شرائط پورے نہیں ہو سکے اور محض کاغذی امیر المومنین بناتے ہو تو آج امیر المومنین ہوں گا کل کو اسیر الکافرین۔کہنے لگے تو یہ بہت مشکل کام ہے۔مَیں نے کہا بس تو کامیابی بھی مشکل ہے۔بس یہ سن کر رہ گئے بیچارے۔تو محض زبانی جمع خرچ سے کیا ہوتا ہے یہ جمع خرچ اور حساب تو ایسا ہی ہوگا جیسا کہ میں بنئے کی حکائیت بیان کر چکا ہوں۔کاغذی حساب تھا، عملی نہ تھا۔اس کا نتیجہ تو یہی ہوتا کہ حساب جوں کا توں اور کنبہ ڈوبا کیوں۔ لوگوں کے ان خیالات کی اس سے زیادہ وقعت نہیں جیسے شیخ چلّی کے گھڑے کے گر کر پھوٹ جانے پر سارا گھر بار ہی برباد ہو گیا تھا۔کام جو کرنے کے ہیں وہ کرو۔جیسا کہ میں نے بیان کیا کہ بدوں باشوکت امیر اور سردار کے کام چلنا نہایت دشوار بلکہ محال ہے۔اور سب سے بڑی ضرورت تو اس کی یہ ہے کہ بدوں امیر کے حدودِ شریعت کا کون تحفظ کرائے گا۔اور عدم تحفظ حدودِ شرعیہ پر اگر کامیابی ہو بھی گئی تو یہ خود ایک مسلمان کے لئے نہائت زبردست ناکامیابی ہے۔‘‘

(الافاضات الیومیہ جلد اول صفحہ 100۔ناشر ادارہ تالیفات اشرفیہ۔لاہور)

احراری اور دیو بندی علماء جو پہلی جنگِ عظیم کے بعد گاندھی کے ایجنڈے پر زور و شور سے عمل کرتے رہے اپنی عبرت ناک ناکامی، رسوائی اور بے آبروئی کے باعث اب خلافت کا نام تک نہیں لیتے۔مگر مودودی تحریک سے وابستہ ڈاکٹر اسرار، گاندھی جی کی تحریکِ خلافت کے پر جوش علمبردار بنے ہوئے ہیں۔ انہیں جناب تھانوی صاحب کا مندرجہ بالا بیان دعوتِ فکر دے رہا ہے، خصوصاً’’ان کے امیر المومنین‘‘ ملاّ عمر کا حشر اُن کے لئے تازیانہ عبرت ہے۔

الفضل انٹرنیشنل میں
اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(مینیجر)

M. S. DOUBLE GLAZING LTD
Supplier & Installers
UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries
For Friendly Quote Please Contact **Muhammad Sajid Qamar**
Tel: 020 8239 8312 Mobile:07734470783 Fax: 020 8664 1190
Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee
احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

بقیہ:خلفاء حضرت مسیح موعودعلیہ السلام
کے پہلے تاریخی خطابات
از صفحہ نمبر4

کو انشقاق اور تفرقہ اور جماعت میں انتشار کا موجب نہیں بنانا چاہئے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت اور بعد میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے ہر فرد نے یہ عہد کیا تھا کہ ہم جماعت میں تفرقہ پیدا نہیں ہونے دیں گے اور اس کے لئے جو قربانی ہمیں دینی پڑے ہم دیں گے۔ یہ ہرگز نہ ہوگا کہ ہم اپنے مفاد کی خاطر جماعت کے مفاد کو قربان کر دیں بلکہ بہرصورت ہم جماعت کے مفاد کو مقدم کریں گے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے بڑی کامیابی عطا فرمائی اور جو کام خدا تعالیٰ نے ان کے سپرد کیا تھا اسے انہوں نے پوری طرح نبھایا۔ اب ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کو ترقی دیں اور اس میں کمزوری نہ آنے دیں۔

اس بارے میں کل ایک دوست نے مجھ سے بات کرنا چاہی تو مَیں نے کہا مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہمارے خاندان میں کوئی فرد اپنے مفاد کے لئے جماعت کے مفاد کو قربان نہیں کر سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کا ہر فرد خدا کا ہے، مسیح موعود کا ہے، جماعت کا ہے۔ ہماری طرف سے کوئی کمزوری اور فتنہ نہ ہوگا۔

پس اب خدا تعالیٰ نے جو یہ ذمہ واری میرے کندھوں پر ڈالی ہے اور اس کام کے لئے آپ نے مجھے منتخب کیا ہے مَیں بہت کمزور انسان ہوں۔ اس لئے آپ کا فرض ہے کہ آپ دعاؤں سے میری مدد کریں کہ خدائے تعالیٰ مجھے توفیق بخشے کہ مَیں اس ذمہ واری کو پوری طرح ادا کر سکوں اور خدمت دین اور اشاعت اسلام میں کوئی روک پیدا نہ ہو بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ کام ترقی کرتا چلا جائے حتیٰ کہ اسلام دنیا کے تمام ادیانِ باطلہ پر غالب آجائے۔

آپ مجھے اپنا ہمدرد اور خیر خواہ پائیں گے کیونکہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ہماری اسی طرح تربیت کی ہے۔ میں چھوٹا تھا اور اب اس عمر کو پہنچا ہوں۔ ہم نے یہی محسوس کیا کہ حضور کی ہمیشہ یہی خواہش رہی کہ میرے بچے دنیا کے لئے خیر کا منبع ہوں۔ کسی کو ان سے تکلیف نہ پہنچے۔ اسی خواہش کا حضور نے اپنے ایک شعر میں یوں اظہار فرمایا ہے ع

الٰہی خیر ہی دیکھیں نگاہیں

پھر مجھے جو ماں ملی (یعنی ام المومنین رضی اللہ عنہا) جس نے میری تربیت کی ویسی ازواجِ مطہرات کے بعد ماں کسی کو نہیں ملی یعنی حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ وہ ایسی تربیت کرتی تھیں کہ دنیا کا کوئی ماہر نفسیات ایسی تربیت نہیں کر سکتا۔

فرمایا: مجھے یاد ہے کہ ایک دو یتیم بچوں (بہن بھائی) کو حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پالا تھا۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے نہلایا دھلایا اور ان کی جوئیں نکالیں۔ مجھے وہ کمرہ بھی یاد ہے جہاں دستر خوان بچھا تھا اور جس پر حضرت اماں جانؓ نے اپنے ساتھ ان بچوں کو کھانے کے لئے بٹھایا لیکن معلوم نہیں مجھے اُس وقت کیا سوجھی کہ مَیں اُن کے ساتھ نہ بیٹھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُس دن مجھے حضرت اماں جانؓ نے کھانا نہیں دیا یہاں تک کہ شام کو مَیں نے خود مانگ کر کھانا کھایا۔

اس میں ایک سبق تھا کہ جس کو دنیا یتیم کہتی ہے، مسکین کہتی ہے۔ خدائے تعالیٰ کے بندے سمجھتے ہیں کہ ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کی حفاظت کریں اور ان کے نگران بنیں۔ (روزنامہ الفضل ربوہ۔ مورخہ 17/نومبر 1965صفحہ2-3)

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی پہلی تقریر

مورخہ 10/جون 1982ء

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی وفات پر 10/جون 1982ء بروز جمعرات بعد نماز ظہر مسجد مبارک ربوہ میں حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد، خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے منصب خلافت پر متمکن ہونے کے معاً بعد اراکین مجلس انتخاب سے خطاب کرتے ہوئے تشہد وتعوذ اور تسمیہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

”مجھے سیکرٹری صاحب (مجلس شوریٰ۔ناقل) نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث (اللہ تعالیٰ ان پر بیشمار رحمتیں نازل فرمائے، ان کے تمام مقاصد کو کامیاب کرے، تمام نیک کام جن کی بنیادیں انہوں نے رکھیں، ہم سب کو ان کو محض رضائے باری تعالیٰ کے جذبے سے معمور ہوکر پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے) کا انتخاب ہوا تو آپ نے سب سے پہلے مختصر خطاب فرمایا اور اس کے بعد بیعت لی۔

میں سوائے اس کے کچھ نہیں کہنا چاہتا کہ اپنے لئے بھی دعا کریں اور میرے لئے بھی دعا کریں کہ ﴿رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَالَا طَاقَةَ لَنَابِهٖ۔ وَاعْفُ عَنَّا۔ وَاغْفِرْلَنَا ۔وَارْحَمْنَا۔ اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْن﴾ (البقرہ:287)۔ یہ ذمہ داری اتنی سخت ہے، اتنی وسیع ہے اور اتنی دل ہلا دینے والی ہے کہ اس کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بستر مرگ پر آخری سانس لینے کے قریب یہ فقرہ ذہن میں آجاتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ لَا لِیْ وَلَا عَلَیَّ ۔

یہ درست ہے کہ خلیفۂ وقت خدا بناتا ہے اور ہمیشہ سے میرا اسی پر ایمان ہے اور مرتے دم تک اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اسی پر ایمان رہے گا۔ یہ درست ہے کہ اس میں کسی انسانی طاقت کا دخل نہیں اور اس لحاظ سے بحیثیت خلیفہ اب مَیں نہ آپ کے سامنے، کسی کے سامنے جوابدہ ہوں، نہ جماعت کے کسی فرد کے سامنے جوابدہ ہوں لیکن یہ کوئی آزادی نہیں کیونکہ مَیں براہ راست اپنے ربّ کے حضور جوابدہ ہوں۔ آپ تو میری غلطیوں سے غافل ہو سکتے ہیں۔ آپ کی میرے دل پر نظر نہیں۔ آپ شاہد و غائب کی باتوں کا علم نہیں جانتے۔ میرا ربّ میرے دل کی پاتال تک دیکھتا ہے۔ اگر جھوٹے عذر ہوں گے تو انہیں قبول نہیں فرمائے گا۔ اگر اخلاص اور پوری طرح وفا کے ساتھ، تقویٰ کو مدنظر رکھتے ہوئے مَیں نے کوئی فیصلہ کیا تو اس کے حضور صرف وہی پہنچے گا۔ اس لئے میری گردن کمزوروں سے آزاد ہوئی لیکن کائنات کی سب سے زیادہ طاقتور ہستی کے حضور جھک گئی اور اسی کے ہاتھوں میں آئی ہے۔ یہ کوئی معمولی بوجھ نہیں۔ میرا سارا وجود اس کے تصور سے کانپ رہا ہے کہ میرا رب مجھ سے راضی رہے۔ اُس وقت تک زندہ رکھے جس وقت تک مَیں اُس کی رضا پر چلنے کا اہل ہوں اور توفیق عطا فرمائے کہ ایک لمحہ بھی اس کی رضا کے بغیر مَیں نہ سوچ سکوں، نہ کر سکوں۔ وہم وگمان بھی مجھے اس کا پیدا نہ ہو۔ سب کے حقوق کا خیال رکھوں اور انصاف کو قائم کروں۔ جیسا کہ اسلام کا تقاضا ہے۔ کیونکہ مَیں جانتا ہوں کہ انصاف کے قیام کے بغیر احسان کا قیام بھی ممکن نہیں اور احسان کے قیام کے بغیر وہ جنت کا معاشرہ وجود میں نہیں آسکتا جسے ایتائ ذی القربیٰ کا نام دیا گیا ہے۔ اس لئے سب دعائیں کریں۔

پیشتر اس کے کہ مَیں بیعت کا آغاز کروں مَیں چاہتا ہوں کہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب سے درخواست کروں کہ صحابہ کی نمائندگی میں آگے تشریف لاکر پہلا ہاتھ وہ رکھیں۔ میری خواہش ہے، میرے دل کی تمنا ہے کہ وہ ہاتھ جس نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھوں کو چھوا ہے وہ پہلا ہاتھ ہو جو میرے ہاتھ پر آئے۔ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب سے میں درخواست کرتا ہوں کہ وہ تشریف لائیں۔ اس کے بعد بیعت کا آغاز ہوگا“۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 19 جون 1982ء)

حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پہلا خطابِ عام

مورخہ 22/اپریل 2003ء

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پہلی بیعت عام سے قبل مختصر سا خطاب فرمایا جو ایم ٹی اے کے ذریعہ براہ راست تمام دنیا میں نشر کیا گیا۔ اس میں حضور ایدہ اللہ نے تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

”احباب جماعت سے صرف ایک درخواست ہے کہ آجکل دعاؤں پہ زور دیں، دعاؤں پہ زور دیں، دعاؤں پہ زور دیں۔ بہت دعائیں کریں، بہت دعائیں کریں، بہت دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنی تائید ونصرت فرمائے اور احمدیت کا یہ قافلہ اپنی ترقیات کی طرف رواں دواں رہے۔ آمین“

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ25/اپریل 2003ء)

زندہ قوموں کی علامت

”زندہ قوموں کی یہ علامت ہوا کرتی ہے کہ ان کے نوجوان اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ وہ اپنے بڑوں کے قائم مقام بن جائیں“۔

(حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ہمارا خلافت پہ ایمان ہے

ہمارا خلافت پہ ایمان ہے
اسی سے ہر اک مشکل آسان ہے
رہیں گے خلافت سے وابستہ ہم
نہ ہوگا کبھی اپنا اخلاص کم
خلافت سے زیرِ نگیں ہو جہاں
خلافت کا جب تک رہے گا قیام
خلافت کا جس کو نہیں احترام
تمنائیں اس سے ہیں اپنی جوان
خلافت سے زندہ دلوں میں خدا
نہ کیوں جان ودل سے ہوں اس پر فدا

یہ ملت کی تنظیم کی جان ہے
گریزاں ہے اس سے جو نادان ہے
جماعت کا قائم ہے اس سے بھرم
بڑھے گا اسی سے ہمارا قدم
خلافت سے ملّت ہمیشہ جواں
نہ کمزور ہوگا ہمارا نظام
زمانے میں ہوگا نہ وہ شاد کام
ہے آسان اس سے ہر اک امتحان
خلافت غریبوں کا ہے آسرا
اسی کے ہے دم سے ہماری بقا

(میر اللہ بخش تسنیم)

بقیہ: دورہ حضور انور ایدہ اللہ تعالی
از صفحہ نمبر 16

جہاں حضور انور کی رہائش تھی۔

8:40 بجے حضور انور کی آمد سے قبل مہمان حضرات اس تقریب میں شرکت کے لئے پہنچ چکے تھے۔ تلاوت قرآن کریم سے اس تقریب کا آغاز ہوا۔ اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔ اس تقریب میں شامل ہونے والے مہمانوں میں انڈین ہائی کمیشن کے قونصلیٹ، اسسٹنٹ ہائی کمشنر انڈیا۔ تنزانیہ ہائی کمیشن کے قونصلیٹ۔ ہائی کمیشن کینیڈا کے قونصلیٹ ،جرمن ایمبیسی کے قونصلیٹ اور ان کے علاوہ ڈاکٹرز، بینکرز، سکھ کمیونٹی کے ممبران اور زندگی کے مختلف طبقوں سے تعلق رکھنے والے معززین شامل تھے۔

اس تقریب میں شامل ہونے والے تمام مہمانوں نے حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ حضور انور خود ان مہمانوں کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو شرف مصافحہ بخشا اور ان سے گفتگو فرمائی۔ ساتھ ساتھ تصاویر کھینچی جا رہی تھیں۔

دس بجے یہ تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔ اس کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

6رمئی 2005ء بروز جمعۃ المبارک:

نماز فجر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احمدیہ مسجد ممباسہ میں پڑھائی۔ ایک بجے حضور انور ایدہ اللہ نے مسجد احمدیہ ممباسہ میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ حضور انور کا یہ خطبہ جمعہ ٹیلیفون رابطہ کے ذریعہ MTA پر Live نشر ہوا۔ مکرم عبداللہ حسین جمعہ صاحب مبلغ سلسلہ کینیا نے خطبہ جمعہ کا Live ترجمہ کیا۔ (حضور انور ایدہ اللہ کے خطبہ جمعہ کا متن علیحدہ شائع کیا جا رہا ہے)۔

دو بج کر دس منٹ پر حضور انور نے نماز جمعہ و عصر جمع کر کے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور مسجد کے احاطہ سے باہر اس حصہ میں تشریف لے گئے جہاں مسجد میں جگہ کم ہونے کے باعث شامیانے لگا کر احباب و خواتین کے لئے جمعہ پڑھنے کا انتظام کیا گیا تھا۔ حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا۔ ہر طرف سے وعلیکم السلام کی آوازیں بلند ہوئیں۔ خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا۔ اس کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

چلڈرن کلاس

تین بج کر پچپن منٹ پر حضور انور 'چلڈرن کلاس' کے لئے تشریف لائے۔ اس کلاس کا انعقاد رہائشگاہ کے بیرونی لان میں کیا گیا تھا۔ کلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے بعد بچیوں نے کورس کی شکل میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قصیدہ 'یا عینَ فَیضِ اللّٰہ والعرفان' ترنم کے ساتھ پڑھا۔ اس کے بعد ایک بچی نے حضور انور کی خدمت میں استقبالیہ ایڈریس پیش کیا۔ اس کے بعد ایک مقامی بچی نے نظم 'ہم احمدی بچے ہیں کچھ کر کے دکھا دیں گے' اردو اور سواحیلی زبان میں پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد کلاس میں موجود تمام بچوں اور بچیوں نے کورس کی شکل میں نظم 'ہے دست قبلہ نما لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ' ترنم کے ساتھ خوش الحانی سے پڑھی۔ کلاس کے آخر پر حضور انور نے بچوں میں چاکلیٹ تقسیم فرمائیں۔ چار بج کر دس منٹ پر یہ کلاس ختم ہوئی۔

معائنہ احمدیہ کلینک ممباسہ

چار بج کر دس منٹ پر حضور انور 'احمدیہ کلینک ممباسہ' کے معائنہ کے لئے روانہ ہوئے۔ حضور انور نے کلینک کے مختلف شعبوں کا معائنہ فرمایا اور انچارج کلینک سے مختلف امور کے بارہ میں دریافت فرمایا۔

آج پروگرام کے مطابق ممباسہ سے نیروبی کے لئے روانگی تھی۔ کلینک کے معائنہ کے بعد حضور انور ممباسہ کے Moi International Airport کے لئے روانہ ہوئے۔ پونے چھ بجے حضور انور ائرپورٹ پہنچے۔ سپیشل انتظام کے ذریعہ حضور انور کی گاڑی کو پولیس نے Escort کے ساتھ VIP لاؤنج میں پہنچایا۔ حضور انور VIP لاؤنج میں تشریف لے گئے۔ وہاں ائرپورٹ کے آفیسر آئے ہوئے تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان سے نصف گھنٹہ سے زیادہ جماعت احمدیہ کے عقائد اور جماعت کی دنیا میں خدمات اور جماعت کے مقاصد کے بارہ میں بڑی تفصیل سے گفتگو فرمائی۔

کینیا ائرویز کی فلائٹ نمبر KQ613 شام سوا سات بجے ممباسہ سے نیروبی کے لئے روانہ ہوئی۔ اور 45 منٹ کے سفر کے بعد آٹھ بجے جہاز نیروبی انٹرنیشنل ائرپورٹ پر اترا۔ جب حضور انور جہاز سے نیچے اترے تو حضور انور کے لئے گاڑی جہاز کی سیڑھیوں کے پاس پولیس Escort کے ساتھ کھڑی تھی۔ حضور انور گاڑی میں VIP لاؤنج میں تشریف لائے۔ یہاں کچھ دیر قیام کے بعد نیروبی مشن ہاؤس کے لئے روانگی ہوئی۔ پونے نو بجے حضور انور مشن ہاؤس پہنچے جہاں احباب جماعت حضور انور کے انتظار میں کھڑے تھے۔ سبھی نے حضور انور کی آمد پر نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے اور خوش آمدید کہا۔ حضور انور نے رات نو بجے احمدیہ مسجد نیروبی میں مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ اس کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔

ممباسہ کے وزٹ کے دوران ممباسہ ائرپورٹ پر حضور انور کی آمد کی خبر ملک کے نیشنل اخبار "Daily Nation" نے تصویر کے ساتھ اپنی 6رمئی کی اشاعت میں شائع کی۔

7رمئی 2005ء بروز ہفتہ:

نماز فجر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احمدیہ مسجد نیروبی میں پڑھائی۔

یادگاری پودا لگانے کی تقریب

پروگرام کے مطابق صبح دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز Minister of Environment & NaturalResourses,Hon:Kalonw Musyoka سے ملنے اور جنگل میں ایک مخصوص کئے گئے قطعہ زمین پر پودا لگانے کے لئے تشریف لے گئے۔ دس بج کر بیس منٹ پر حضور انور وہاں پہنچے۔ وزیر موصوف نے اپنے سٹاف اور محکمہ جنگلات کے افسران کے ساتھ حضور انور کا پُرتپاک استقبال کیا۔ اس کے بعد حضور انور وزیر موصوف کے ہمراہ اس جگہ تشریف لے گئے جہاں پودا لگانا تھا۔ وزیر موصوف اور افسران شعبہ نے حضور انور کو جنگل کے رقبہ کے بارہ میں بتایا اور یہ بھی بتایا کہ اس میں کتنے رقبہ پر مقامی پودے لگائے جا چکے ہیں۔ اور کتنے رقبہ پر بیرونی ممالک سے آنے والی شخصیات نے پودے لگائے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ یہ حصہ جہاں حضور انور تشریف لائے ہیں غیر ملکی مہمانوں اور دیگر اعلیٰ شخصیات کے لئے مخصوص ہے۔ اس کے بعد حضور انور نے Podocarpus کا پودا لگایا۔ حضور انور کے بعد وزیر موصوف اور اس کی بیٹی نے پودا لگایا اور پھر امیر جماعت کینیا نے ایک پودا لگایا۔

حضور انور نے وزیر موصوف سے کینیا میں جنگلات کے کُل رقبہ کے بارہ میں دریافت فرمایا اور یہ کہ اس میں اضافہ ہو رہا ہے یا دن بدن کمی ہو رہی ہے۔ وزیر موصوف اور متعلقہ افسران نے بتایا کہ ہمارا ہدف کینیا کی زمین کے کل رقبہ کا 1/10 حصہ پر جنگلات بنانے کا ہے۔ مگر فی الحال دو فیصد حصہ پر کامیابی ہو سکی ہے۔ ہر سال 40 ہزار ہیکٹر زمین پر پودے لگا کر اس ہدف کو دس سال میں حاصل کرنا ہوگا۔

انہوں نے بتایا کہ مارچ سے مئی تک ہمارے ہاں بارشوں کے مہینے ہیں۔ ان میں شجرکاری کی جاتی ہے۔ صدر مملکت نے گزشتہ دنوں پودا لگا کر شجرکاری کا افتتاح کیا ہے اور اب حضور انور بھی ہماری اس مہم کا ایک اہم حصہ بن گئے ہیں۔

اس کے بعد حضور انور نے سفیدے کے پودے کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ متعلقہ افسران نے بتایا کہ شروع میں فوری طور پر لکڑی کی ضرورت تھی اس لئے یہ پودے لگائے گئے۔ حضور انور نے اس پودے کے نقصانات کے بارہ میں بتایا کہ یہ زیادہ مفید نہیں ہے بلکہ زیادہ وقت رہنے کی وجہ سے زمین کو نقصان پہنچاتا ہے۔ محکمہ جنگلات کے افسران نے کہا کہ ہم آہستہ آہستہ اسے کم کر رہے ہیں۔

مجلس خدام الاحمدیہ کینیا نے گزشتہ مہینوں میں کئی ہزار پودے محکمہ جنگلات کو مہیّا کئے ہیں۔ اب مجلس خدام الاحمدیہ کینیا محکمہ جنگلات کے ساتھ مستقل تعاون کرتے ہوئے ماحول کو صاف ستھرا رکھنے اور کینیا کی سرسبزی اور شادابی کو قائم رکھنے کے لئے اس جنگل میں ایک خاص حصہ کو سپانسر کر رہی ہے۔ اور اس میں باقاعدگی سے محکمہ جنگلات کے منظور شدہ پودے لگا کر ملکی ترقی میں اپنا اہم کردار ادا کر رہی ہے۔

حضور انور کافی دیر تک وزیر موصوف اور افسران جنگلات سے گفتگو فرماتے رہے۔

حضور انور وہاں سے واپسی کے لئے کار میں تشریف فرما ہو چکے تھے کہ انتظامیہ نے وزیٹر بک پیش کر کے اس پر دستخط کرنے کی درخواست کی جو حضور انور نے قبول فرمائی اور اپنے ریمارکس کے ساتھ دستخط فرمائے۔ حضور انور گیارہ بج کر پانچ منٹ پر واپس مشن ہاؤس تشریف لے آئے۔

چلڈرن کلاس

ساڑھے گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ چلڈرن کلاس کے لئے تشریف لائے۔ چلڈرن کلاس کا انعقاد احمدیہ مشن ہاؤس نیروبی کے ایک ہال میں کیا گیا تھا۔ سارے ہال کو بڑی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ تمام بچوں اور بچیوں نے جن کی مجموعی تعداد 75 تھی۔ حضور انور کی آمد پر اھلاً وسہلاً ومرحبا کہتے ہوئے حضور انور کا استقبال کیا۔ حضور انور نے سب کو السلام علیکم کہا اور تشریف فرما ہوئے۔ اس کلاس میں نیروبی اور اس کے اردگرد کی جماعتوں کیبیرا، کیاہو، کیسرانی، ونڈورا کے علاوہ کسوموں، نکورو، ایلڈوریٹ اور ممباسہ سے آنے والے بچے بھی شامل ہوئے۔

کلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم اسماعیل Kishoma نے کی اور اس کا ترجمہ عزیزہ Fatuma Juma نے پیش کی۔ اس کے بعد عزیزم Dhahabu نے آنحضرت ﷺ کی حدیث مبارکہ پیش کی جس میں یہ ذکر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے کس طرح درود شریف پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے۔ اس کے بعد عزیزہ مریم زینب نے انگریزی زبان میں اور عزیزم Abdi Ali نے سواحیلی زبان میں حضور انور کی خدمت میں استقبالیہ ایڈریس پیش کیا۔ جس کے بعد پانچ بچوں پر مشتمل ایک گروپ نے کورس کی شکل میں ایک سواحیلی زبان میں لکھی ہوئی نظم پیش کی جس میں لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کا تکرار تھا۔ اور ارکان اسلام بیان کر کے بتایا گیا تھا کہ ہم احمدی بفضل خدا سچے مسلمان ہیں جو ان تمام امور پر سختی سے کاربند ہیں اور ہمارے مذہب اور عقیدہ کا خلاصہ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ ہے۔

اس کے بعد عزیزہ سطوت احمد صاحبہ بنت مکرم غلام قادر صاحب شہید نے ''احمدیت'' کے موضوع پر تقریر کی۔ جس کے بعد عزیزہ عائشہ نے سید حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی نظم 'زندگی بخش جام احمدؐ ہے' پیش کی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس بچی سے اس نظم کے معانی کے بارہ میں پوچھا تو اس بچی نے اس نظم کا انگریزی زبان میں ترجمہ پیش کیا۔ اس کے بعد عزیزہ رحیمہ عبدی نے 'Life of the Promised Messiah' کے موضوع پر تقریر کی۔

اس کے بعد چار بچوں نے کورس کی شکل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عربی قصیدہ 'یا عَینَ فَیضِ اللّٰہ والعِرفانِ' سے کچھ اشعار ترنم کے ساتھ پیش کئے۔

اس کے بعد مکرم غلام قادر صاحب شہید کے دو بچوں عزیزم مرزا نورالدین احمد اور مرزا محمد مفلح احمد نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی، آپ کے کارہائے نمایاں اور عظیم خدمات بیان کیں۔

اس کے بعد عزیزہ عبداللہ Dida نے جماعت احمدیہ کینیا کا تعارف کروایا اور ابتدائی مبلغین کے بارہ میں بیان کیا۔ اس کے بعد بچیوں نے کورس کی شکل میں ایک نظم 'یا امیر المومنین' پیش کی۔ بعدہٗ عزیزہ حانیہ ندیم نے ''صفائی'' کے موضوع پر تقریر کی۔ اس کے بعد بچوں نے مل کر نظم 'میری رات دن بس یہی اک صدا ہے' پیش کی۔ اس نظم کے پڑھے جانے کے دوران اللہ تعالیٰ کی مذکورہ صفات کے حوالہ سے صفاتی ناموں پر مشتمل بورڈ اٹھائے ہوئے مختلف بچے سٹیج پر آئے جس سے بہت ہی مسحور کُن منظر پیدا ہوا۔ جونہی کسی شعر میں اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کا ذکر آتا اس وقت ایک بچہ اس صفت سے متعلق اللہ تعالیٰ کے اس صفاتی نام پر مشتمل بورڈ لے کر آگے بڑھتا۔

اس کلاس کے اختتام پر حضور انور ایدہ اللہ نے کلاس میں شریک تمام بچوں اور بچیوں میں چاکلیٹ تقسیم فرمائے۔ حضور انور نے پروگرام کے دوران ساتھ ساتھ بچوں کی غلطیوں کی اصلاح بھی فرمائی اور مجموعی طور پر حضور انور نے منتظمین کی مساعی کو سراہتے ہوئے خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ پونے بارہ بجے یہ کلاس اپنے اختتام کو پہنچی۔

انفرادی واجتماعی ملاقاتیں

اس کے بعد حضور اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ 14 فیملیز اور 26 دیگر احباب نے حضور انور ایدہ اللہ سے شرف ملاقات حاصل کیا۔

دو بجے حضور انور نے مسجد احمدیہ نیروبی میں نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔

کینیا کے مرکزی مبلغین کے ساتھ میٹنگ

پروگرام کے مطابق تین بجے مرکزی مبلغین کینیا کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ کی میٹنگ شروع ہوئی۔ حضور انور نے مبلغین سے باری باری ان کے ریجنز میں جماعتوں کا اور Progress کا جائزہ لیا۔ ہر مبلغ کے ریجن اور جماعتوں میں ہونے والے کام، تربیتی و تبلیغی مساعی اور نومبایعین سے رابطوں کا تفصیل کے ساتھ جائزہ لیا اور ساتھ ساتھ ہدایات سے نوازا۔

حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ اپنے کاموں میں مزید سنجیدگی پیدا کریں اور خلافت احمدیہ کے ساتھ لوگوں کا تعلق جوڑنے کی خاص کوشش کریں۔ حضور انور نے ہر ریجن میں مساجد کی تعمیر کا جائزہ لیا اور ہر ریجن میں پہلے سے زیادہ مساجد تعمیر کرنے کی ہدایت فرمائی اور ہر ریجن میں مساجد کی تعمیر کا ٹارگٹ دیا۔ حضور انور نے تمام مبلغین کو ہدایت فرمائی کہ سب اپنے اپنے ریجن میں نومبایعین سے مستقل رابطہ رکھیں اور جن سے ابھی تک رابطہ نہیں ہو سکا ان سے رابطہ بحال کریں اور خاص منصوبہ بندی اور پلاننگ کے ساتھ کام کریں۔ اور انہیں باقاعدہ اپنے نظام کا حصہ بنائیں۔ حضور انور نے دیگر مختلف امور کا بھی تفصیل سے جائزہ لیا اور ہدایات سے نوازا۔ آخر پر مبلغین نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔ چار بج کر دس منٹ پر یہ میٹنگ ختم ہوئی۔

کونگو اور زمبابوے کے مبلّغین کے ساتھ میٹنگ

اس کے بعد چار بج کر چالیس منٹ پر Congo اور زمبابوے سے آنے والے مبلغین کے ساتھ حضور انور کی میٹنگ شروع ہوئی۔ حضور انور نے دعا کروائی اور ان مبلغین سے وہاں کے ملکی اور جماعتی حالات دریافت فرمائے اور باری باری ہر مبلغ سے وہاں قائم ہونے والی نئی جماعتوں، نومبایعین سے رابطہ، ان کی تعلیم و تربیت اور جماعتی نظام میں شامل کرنے کے انتظامات سے متعلق تفصیل سے جائزہ لیا اور ساتھ ساتھ ہدایات سے نوازا۔ حضور انور نے نومبایعین تک پہنچنے اور ان سے رابطے بحال کرنے سے متعلق بڑی تفصیلی ہدایات دیں۔

حضور انور نے مساجد کا بھی جائزہ لیا اور مختلف علاقوں میں جماعتوں کے لحاظ سے مساجد تعمیر کرنے کی ہدایت فرمائی۔ حضور انور نے مختلف جگہوں پر MTA لگوانے کے بارہ میں بھی ہدایات ارشاد فرمائیں۔ حضور انور نے Remote ایریا میں پرائمری سکولز کھولنے اور پانی کے نلکے لگانے کے بارہ میں بھی مبلغین کو واپس جا کر جائزہ لے کر رپورٹ بھجوانے کی ہدایت فرمائی۔ حضور انور نے جماعتی وانتظامی امور سے متعلق دیگر مختلف امور اور معاملات کے بارہ میں بھی ہدایات سے نوازا۔

پونے سات بجے یہ میٹنگ ختم ہوئی۔ آخر پر ان دونوں ممالک کے مبلغین نے علیحدہ علیحدہ حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف حاصل کیا۔

اس کے بعد حضور انور اپنے دفتر تشریف لے گئے جہاں کینیا میں پاکستان کے ہائی کمشنر حضور انور سے ملاقات کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ حضور انور نے ان سے ملاقات فرمائی۔

کینیا کے معلّمین کے ساتھ میٹنگ

اس کے بعد سوا سات بجے معلمین کرام کینیا کے ساتھ حضور انور کی میٹنگ شروع ہوئی۔ حضور انور نے معلمین کو ہدایت فرمائی کہ آپ جو معلّم ہیں ان علاقوں میں جائیں جہاں اس وقت نومبایعین سے رابطہ نہیں ہے۔ اور گمشدہ بھیڑوں کو تلاش کریں۔ یہ آپ کی ڈیوٹی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپ نے سب سے رابطہ کرنا ہے۔ ایک ایک کو تلاش کریں اور اپنے جماعتی نظام میں شامل کریں۔ حضور انور نے فرمایا کہ جو کام بھی کریں دعا کے ساتھ کریں۔ خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے کریں۔ فرمایا تہجد کی نماز میں جماعت کے لئے، بنی نوع انسان کے لئے اور اپنے ملک کے لئے دعا کریں۔ یہ آپ کی ڈیوٹی ہے۔

حضور انور نے معلمین کے نظام، ان کی ٹریننگ، ریفریشر کورس اور ان کے دائرہ کار اور بعض انتظامی امور کے بارہ میں بھی تفصیلی ہدایات فرمائیں اور مختلف امور کا جائزہ لے کر موقع پر ہدایات سے نوازا۔

آخر پر معلمین نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت حاصل کی اور مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔

معلمین کی اس میٹنگ کے بعد آٹھ بجے مسجد احمدیہ نیروبی میں حضور انور نے مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ اس کے بعد حضور انور نے مبلغین، معلمین، ڈاکٹر صاحبان اور مجلس عاملہ کے ممبران اور جماعتی عہدیداران کے ساتھ کھانا تناول فرمایا۔ اس کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔ آج کا دن کینیا میں قیام کا آخری دن تھا۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز۔ ربوہ
☆ ریلوے روڈ: 0092 4524 214750
☆ اقصیٰ روڈ: 0092 4524 212515
SHARIF JEWELLERS
RABWAH - PAKISTAN

گوشت خور پودے کس طرح کیڑوں کو شکار کرتے ہیں

(خالد سیف اللہ خان۔ آسٹریلیا)

اللہ کی عجیب قدرت ہے کہ ایک پودا ایسا بھی ہے جو گوشت خور ہے۔ کیڑے مکوڑے تو روز ہی پودوں کو ہڑپ کرتے ہیں لیکن ایک پودہ کیڑوں، مکھیوں وغیرہ کا بھی شکار کرتا ہے۔ اسے وینس فلائی ٹریپ (Venus Fly Trap) کہتے ہیں۔ جو کیڑا اس کے پتوں پر بیٹھ جائے پتّا اپنا منہ بند کر کے اُسے شکار کر لیتا ہے۔ چارلس ڈارون کو بھی اس پودے میں بہت دلچسپی تھی اور اسے دنیا کے حیرت انگیز ترین پودوں میں سے ایک قرار دیا تھا۔

کائنات کے سربستہ رازوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ یہ پودا اپنے پتّے کا منہ کس طرح بند کر لیتا ہے جبکہ حیوانی اجسام کی طرح اس کے کوئی اعصاب (Muscles) نہیں ہوتے۔ پتّے کو اپنا منہ بند کرنے میں ایک سیکنڈ کا بھی کچھ حصہ لگتا ہے۔ یہ بات بظاہر ناممکن نظر آتی ہے کہ کوئی پودا اتنی طاقت کیسے جمع کر سکتا ہے کہ شکار کو اس کی بھنبھناہٹ سے بھی پہلے دبوچ لے۔

اخبار ”دی بوسٹن گلوب“ نے لکھا ہے کہ ہاورڈ یونیورسٹی کے پروفیسروں کی ایک ٹیم نے (جس کے سربراہ پروفیسر مہادیون Maha Devan تھے) اس راز کو معلوم کرنے کے لئے کیمروں اور کمپیوٹروں کی مدد سے ایک سٹڈی کی ہے۔ انہوں نے پودے کے پتّوں کی حرکات نوٹ کرنے کے لئے ان پر مختلف نشانات لگائے اور شکار قابو کرنے کی تیاری اور شکار آنے پر پتّے کے منہ بند ہونے کی حرکات کا مشاہدہ کیا۔ انہوں نے معلوم کیا کہ پتّے کے منہ بند ہونے کا راز اس کی خصوصی لچک، منحنی ساخت اور نمی میں پوشیدہ ہے۔ یہ پودے کیڑوں، مکھیوں وغیرہ کا شکار کرنے کے لئے وقت سے پہلے اپنے آپ کو تیار کرتے ہیں اور زور لگا کر آہستہ آہستہ اپنے پتوں کو ربڑ کی طرح کھینچ کر رکھتے ہیں۔ گویا کمند لگا کر بیٹھ جاتے ہیں۔ پتّے کے اندر جو تناؤ کی کیفیّت پیدا ہوتی ہے وہ غالباً پانی کے دباؤ سے وجود میں آتی ہے۔ جونہی کوئی کیڑا کسی پتّے پر بیٹھتا ہے وہ ایک برقی اشارہ (Electrical Signal) کو متحرّک کرتا ہے اور پتہ پر کیڑے کا جو ہلکا سا بوجھ پڑتا ہے اس سے پتے کا تناؤ کچھ اس طرح چھوٹتا ہے جیسے ایک کھینچی ہوئی ربڑ کو چھوڑ دیا جائے۔ یوں پتّہ اپنے کناروں کو بند کر کے اپنے شکار کو دبوچ لیتا ہے۔ لیکن پروفیسر مہادیون کہتے ہیں کہ ہم یہ راز معلوم نہیں کر سکے کہ اصلاً وہ کیا نظام ہے جس کے ذریعہ پودا اپنے پتوں میں تناؤ کو کم یا زیادہ کرتا ہے۔

(ماخوذ از: سڈنی مارننگ ہیرلڈ 28.1.05)

کون پڑھ سکتا ہے سارا دفترِ ان اسرار کا

❁❁❁❁❁

جماعت احمدیہ برما کے زیر اہتمام بُک فیئر میں
البشریٰ بکسٹال کا کامیاب انعقاد

(محمد سالک۔ مبلغ سلسلہ برما)

برما حکومت کی طرف سے خاص تقریبات کے موقع پر بُک فیئر (Book Fair) کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ امسال 3/دسمبر سے 9/دسمبر 2004ء تک بُک فیئر منایا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ برما کو بھی ہر سال کی طرح، امسال بھی ”البشریٰ بکسٹال“ لگانے کا موقع ملا۔ مختلف کتب خانے، کتب شائع کرنے والے ادارے، تقریباً پچاس کے قریب شورومز اور سیل رومز کھولتے ہیں۔

جماعت کی طرف سے بھی ہر سال سٹال لگایا جاتا ہے جو کسی مذہبی جماعت کا واحد بکسٹال ہے۔ مکرم ٹی محمد صاحب، سیکرٹری اشاعت جماعت احمدیہ برما کی قیادت میں خدام کی ایک ٹیم کام کرتی ہے۔ چنانچہ امسال بھی ایک ہفتہ مسلسل کام کر کے سٹال کو سجایا گیا۔

اس سٹال میں مختلف زبانوں میں جماعت کا لٹریچر اور خاص طور پر قرآن کریم کے تراجم نمائش کے لئے رکھے جاتے ہیں اور فروخت بھی کئے جاتے ہیں۔ نیز تبلیغ کے لئے بعض پمفلٹس بھی تقسیم کئے جاتے ہیں۔

اس ایک ہفتہ کے دوران ہزاروں کی تعداد میں لوگ بکسٹال دیکھنے آتے رہے۔ آنے والوں میں مختلف موضوعات پر جماعت کی طرف سے شائع شدہ لٹریچر تقسیم کیا گیا جن میں ’قرآن کریم کی ضرورت‘، ’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت‘، ’اسلام امن پسند مذہب ہے‘، ’جہاد کی حقیقت‘، ’احمدیت کا تعارف‘ اور ’قربانی کی حقیقت‘ وغیرہ شامل ہیں۔ اس قسم کے پمفلٹس تقریباً پانچ ہزار کی تعداد میں تقسیم کئے گئے۔ اسی طرح تقریباً 80 ہزار چٹس کی کتب فروخت بھی کی گئیں۔ ان میں ’اسلامی اصول کی فلاسفی‘ کا برمی زبان میں ترجمہ بہت زیادہ مقبول رہا۔ اخبار Good News میں اس بکسٹال کی خبر اور تصویر شائع ہوئی۔

البشریٰ بکسٹال ہر سال لگایا جاتا ہے اس وجہ سے لوگ اس سٹال سے واقف ہیں۔ اس میں قرآن مجید کے تراجم، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر اور MTA کے خوبصورت اشتہار وغیرہ کو دیکھ کر لوگ بہت زیادہ دلچسپی لیتے ہیں۔

قارئین کی خدمت میں درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ یہ سٹال جماعت کے لئے ہر لحاظ سے بہت بابرکت کرے اور مثمر بثمرات حسنہ ہو۔ آمین

❁❁❁❁❁

خلافتِ احمدیہ کے پہلے تاجدار کا
تاریخ ساز عہد

(دوست محمد شاھد مورّخ احمدیت)

آسمانی نظامِ خلافت

خلافت ایک نہایت مبارک نظام ہے جو انوارِ نبوت کو ممتد کرنے کا آسمانی ذریعہ ہے۔اس لئے ہمارے آقا محمد عربی ﷺ کا ارشاد ہے:''مَا کَانَتْ نَبُوَّةٌ قَطُّ اِلَّا تَبِعَتْهَا خِلَافَةٌ''۔ (جامع الصغیر للسیوطی جلد 2صفحہ126 مطبع خیریہ مصر 1306ھ) ہر نبوت کے بعد خلافت ضرور قائم ہوتی ہے۔ اس تعلق میں حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

''خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہوسکتا ہے جو ظلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو...اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں۔لہذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اعلیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے۔سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔''

(شہادت القرآن صفحہ 58 طبع اول 1893ء مطبع پنجاب پریس سیالکوٹ)

حضور اقدسؑ نے رسالہ ''الوصیت'' میں اپنے بعد نظامِ خلافت کے قیام کی واضح خبر دی اور اسے قدرتِ ثانیہ سے موسوم فرماتے ہوئے لکھا:

''تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اسکا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا ...مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور مَیں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کے مظہر ہونگے۔'' (الوصیت صفحہ ۵۔۶،طبع اوّل ۲۴/ دسمبر ۱۹۰۵ء مطبوعہ میگزین پریس قادیان)

احمدیت میں نظامِ خلافت کا آغاز

حضور علیہ السلام نے خلافت احمدیہ کی غرض وغایت یہ بیان فرمائی کہ:

''خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُن تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو دینِ فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔''

(الوصیت صفحہ 6)

ان پاک نوشتوں کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ کے بعد جماعتِ احمدیہ کا پہلا اجماع خلافت پر ہی ہوا اور حضرت حکیم حافظ مولانا نورالدین صاحب بھیروی 27 /مئی 1908ء کو بالاتفاق خلیفہ اوّل منتخب ہوئے۔ اس طرح تیرہ صدیوں کے بعد دوبارہ اُمتِ مُسلمہ میں خلافتِ راشدہ کا نظام جاری ہوگیا اور اسکی برکات پلٹ آئیں جیسا کہ سورۃ النور کی آیت استخلاف کی تفسیر میں آنحضرت ﷺ نے خبر دی تھی ''ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰی مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ''(مشکوۃ باب الانذار والتحذیر) یعنی (مسیح محمدی کے بعد) پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا قیام عمل میں آئے گا۔

جماعت کی ممتاز و منفرد اور برگزیدہ شخصیت

حضرت مولانا حکیم نورالدین بھیروی خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی عظیم اور برگزیدہ شخصیت پوری جماعت میں ایک ممتاز اور منفرد مقام رکھتی ہے۔آپ کے بلند مرتبہ اور جلالت شان کا اندازہ اس سے لگ سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی تحریرات میں اپنے اوّلین مخلص اور جاں نثار صحابہؓ میں سے سب سے بڑھ کر آپ ہی کی تعریف کی ہے۔فرماتے ہیں:

اوّل۔''میں اُن کی بعض دینی خدمتوں کو جو اپنے مال حلال کے خرچ سے اعلائے کلمہء اسلام کے لئے وہ کر رہے ہیں ہمیشہ حسرت کی نظر سے دیکھتا ہوں کہ کاش وہ خدمتیں مجھ سے بھی ادا ہوسکتیں۔انکے دل میں جو تائید دین کے لئے جوش بھرا ہوا ہے اس کے تصوّر سے قدرتِ الٰہی کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے کہ وہ کیسے اپنے بندوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔''

(فتح اسلام صفحہ 29طبع اوّل جمادی الأوّل 1308ء ریاض ہند پریس امرتسر)

دوم۔''جس قدر اُن کے مال سے مجھ کو مدد پہنچی ہے اس کی نظیر اب تک میرے پاس نہیں......''۔

چہ خوش بودے اگر ہر یک زامت نوردیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نور یقین بودے''

('نشان آسمانی'۔طبع اول صفحہ 47 ریاض ہند پریس جون1892)

سوم۔:(ترجمہ از عربی) آپ مسلمانوں کا فخر ہیں اور آپ کو قرآنی دقائق کے استخراج اور حقائق فرقان کے خزانوں کی اشاعت میں عجیب ملکہ حاصل ہے بے شبہ آپ مشکوٰۃ نبوت کے انوار سے منور ہیں اور اپنی شان اور پاک باطنی کے مطابق نبی کریم ﷺ کے نور سے نور لیتے ہیں۔آپ ایک بے مثال وجود ہیں جس کے ایک ایک لمحہ سے انوار کی نہریں بہتی اور ایک ایک تحریر سے فکروں کے مشرب پھوٹتے ہیں......آپ خدام دین کے سردار ہیں اور میں آپ پر رشک کرنے والوں میں سے ہوں۔

آپ میرے ہر ایک امر میں میری اسی طرح پیروی کرتے ہیں جیسے نبض کی حرکت، تنفس کی حرکت کی پیروی کرتی ہے۔

جس طرح ان کے دل میں قرآن کی محبت کُوٹ کُوٹ بھری ہوئی ہے ایسی محبت اور کسی کے دل میں نہیں دیکھتا۔آپ قرآن کے عاشق ہیں اور آپ کے چہرہ پر آیاتِ مبین کی محبت ٹپکتی ہے۔

مَیں دیکھتا ہوں کہ آپ کے لبوں پر حکمت بہتی ہے اور آسمان سے نور آپ پر نازل ہوتے ہیں۔

خدا کی قسم میں آپ کے کلام میں ایک نئی شان دیکھتا ہوں اور قرآنِ شریف کے اسرار کھولنے،اس کے کلام اور مفہوم کے سمجھنے میں آپ کو سابقین میں سے پاتا ہوں اور آپ کے علم و حلم کو ان دو پہاڑوں کی طرح دیکھتا ہوں جو ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوں۔

(ترجمہ وتلخیص)آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ۵۸۴تا ۵۸۹)

چہارم۔:(ترجمہ از عربی) میرے سب دوست متقی ہیں لیکن ان سب سے قوی البصیرت، کثیر العلم اور زیادہ نرم اور حلیم اور اکمل الایمان والاسلام اور سخت محبت اور معرفت اور خشیت اور یقین اور ثبات کا حامل ایک مبارک اور بزرگ شخص متقی، عالم، صالح، فقیہ اور جلیل القدر محدّث اور عظیم الشان حاذق حکیم، حاجی الحرمین، حافظِ قرآن، قوم کا قریشی اور نصب کا فاروقی ہے جس کا نامِ نامی لقب گرامی حکیم نورالدین بھیروی ہے......میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایسا اعلیٰ درجہ کا صدیق عطا فرمایا ہے۔''

(ترجمہ وتلخیص حمامۃ البشریٰ صفحہ ۶ مطبوعہ سیالکوٹ ۱۳۱۱ھ)

قبل از خلافت پُر از نُور حیاتِ طیبہ

حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ ۱۲۵۸ھ یا ۱۸۴۱ء کے قریب پنجاب کے تاریخی شہر بھیرہ میں پیدا ہوئے۔(مرقاۃ الیقین) سوانح مرتبہ اکبر شاہ خاں نجیب آبادی)۔آپ کے والد حضرت حافظ غلام رسول صاحب اور والدہ حضرت نور بخت تھیں۔آپ فرماتے ہیں''میں نے اپنی ماں کی گود میں لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی آواز سنی''۔ (بدر18/اگست1910ءصفحہ3 کالم 3 والحکم31/جنوری 1901ء صفحہ7 کالم3)۔

آپ نے گھر کے ایسے ماحول میں آنکھیں کھولیں جہاں پر ہروقت قال اللہ اور قال الرسول کا چرچا رہتا تھا اور سبھی قرآن کی محبت سے سرشار تھے۔آپ کو سنِ تمیز سے بھی بہت پہلے کتابوں کا شوق دامن گیر تھا۔گھریلو تعلیم کے بعد آپ مقامی مدرسہ میں داخل ہوئے۔مزید تعلیم لاہور میں حاصل کی پھر راولپنڈی کے نارمل سکول سے امتحان پاس کیا اور چار سال تک پنڈ دادنخاں کے مڈل سکول میں مدرس رہے۔اسی اثناء میں افسر مدارس آگیا جس نے آپ سے کسی بات پر کہا کہ آپ کو ڈپلومہ کا گھمنڈ ہے۔آپ نے ایک شخص سے کہا ڈپلومہ لاؤ جس کو یہ خدا سمجھے ہوئے ہیں۔پھر اسے افسر کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور استعفیٰ دے کر واپس بھیرہ تشریف لے آئے۔

(مرقاۃ الیقین صفحہ ۱۸۶)

اب آپ طب اور دیگر عربی علوم کی تکمیل میں منہمک ہوگئے۔اس کے لئے آپ کو رام پور، لکھنؤ، میرٹھ، دہلی اور بھوپال کے طویل سفر طے کرنے پڑے۔ بعدازاں آپ حجاز کی مقدس سرزمین میں تشریف لے گئے اور مکہ اور مدینہ شریف میں قریباً چھ سال تک مختلف بزرگوں سے علمِ حدیث حاصل کیا اور فریضۂ حج بجالانے کے بعد وسط ۱۸۷۱ء میں اپنے وطن لوٹے۔ آپ کی آمد کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔آپ نے بھیرہ میں درس کا سلسلہ شروع کرنے کے علاوہ ایک مطب بھی جاری کر دیا۔ ۱۸۷۶ء کے قریب آپ مہاراجہ جموں و کشمیر کے شاہی طبیب مقرر ہوئے۔اور ستمبر ۱۸۹۲ء تک جموں میں مقیم رہے۔ اس دوران آپ نے اہم طبی خدمات انجام دیں۔ درسِ قرآن سے انوارِ قرآنی پھیلائے۔ ریاست کے طول و عرض میں بالخصوص شاہی خاندان تک اسلام کا پیغام پہنچایا اور کئی لازوال کتابیں تصنیف کیں۔

قادیان کا پہلا مبارک سفر

آپ جموں میں ہی قیام فرما تھے کہ آپ کو حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کا ایک اشتہار ملا جس میں آپ نے خدا سے ہمکلامی کا اعلان فرمایا تھا۔ یہ اندازاً مارچ ۱۸۸۵ء کا واقعہ ہے۔آپ اشتہار دیکھتے ہی دیوانہ وار جموں سے قادیان پہنچے اور خدا کے برگزیدہ کے چہرہ نورانی پر پہلی نظر ڈالتے ہی دل و جان سے فدا ہوگئے۔ فرماتے ہیں''میں جب قادیان میں آیا شروع میں یہاں مرزا صاحب مرحوم و مغفور ہی تھے۔ان کی بیوی خود کھانا پکاتی تھی اور ایک خادمہ تھی بس۔لیکن جب تعلیم دیکھی تو مَیں نے کہا کہ ایسی ہے کہ عقلمندوں کو کھا جائے گی اور مجبوراً یہ صداقت دنیا کو پہنچ جائے گی''۔

(کلامِ امیر ضمیمہ بدر صفحہ ۱۹)

امام ہمام کی دعاؤں کا نورانی ثمر

حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام عرصہ سے مصروفِ دعا تھے کہ الٰہی مجھے دینِ اسلام کی خدمت کے لئے انصار عطا فرما۔پس آپ کی آمدِ قادیان اس دعا کی قبولیت کا زندہ نشان تھا۔حضور اپنے قلبی جذبات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''مجھے آپ کے ملنے سے ایسی خوشی ہوئی گویا جدا شدہ جسم کا کوئی ٹکڑہ مل گیا اور ایسا مسرور ہوا جیسا کہ آنحضرت ﷺ، حضرت فاروق رضی اللہ عنہ سے ملنے سے ہوئے تھے۔مجھے سب غم بھول گئے۔''

(آئینہ کمالاتِ اسلام (ترجمہ) صفحہ ۵۸۱)

آپ دوبارہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا آپ کی راہ میں مجاہدہ کیا ہے؟ فرمایا عیسائیوں کے مقابل ایک کتاب لکھیں۔جس پر آپ نے''فصل الخطاب''، جیسی ضخیم اور معرکۃ الآراء کتاب لکھی۔ازاں بعد آپ نے حضور کے حکم پر آریہ دھرم کے ردّ میں 'تصدیق براہینِ احمدیہ' تصنیف فرمائی۔آپ نے حضور سے درخواست کر رکھی تھی کہ جب جنابِ الٰہی سے بیعت کا اِذن ہو تو سب سے پہلی بیعت آپ کی ہو۔ چنانچہ ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کی بیعتِ اولیٰ میں اول المبایعین ہونے کا شرف آپ کو ہی حاصل ہوا۔

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

ہجرتِ قادیان کا ایمان افروز واقعہ

۱۸۹۳ء کی پہلی سہ ماہی میں آپ بھیرہ کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدموں میں آگئے آپ کی ہجرت کا واقعہ بہت ایمان افروز ہے جو آپ کے قلم مبارک سے درج ذیل ہے۔

''میرا ارادہ ہوا کہ میں ایک بڑے پیمانہ پر ایک شفاخانہ کھولوں اور ایک عالی شان مکان بنالوں وہاں میں نے ایک مکان بنایا۔ وہ ابھی ناتمام ہی تھا اور غالباً سات ہزار روپیہ اس پر خرچ ہونے پایا تھا کہ مَیں کسی ضرورت کے سبب لاہور آیا اور میرا جی چاہا کہ حضرت صاحب کو بھی دیکھوں اس واسطے میں قادیان آیا۔ چونکہ بھیرہ میں بڑے پیمانے پر عمارت کا کام شروع تھا اس لئے مَیں نے واپسی کا یکّہ کرایہ کیا تھا۔ یہاں آکر حضرت صاحب سے ملا اور ارادہ کیا کہ آپ سے ابھی اجازت لے کر رخصت ہوں۔ آپؑ نے اثنائے گفتگو میں مجھ سے فرمایا کہ اب تو آپ فارغ ہو گئے۔ مَیں نے کہا ہاں اب تو مَیں فارغ ہی ہوں۔ یکّہ والے سے مَیں نے کہہ دیا کہ اب تم چلے جاؤ، اب اجازت لینا مناسب نہیں ہے۔ کل پرسوں اجازت لیں گے۔ اگلے روز آپؑ نے فرمایا کہ آپ کو اکیلے رہنے میں تو تکلیف ہو گی آپ اپنی ایک بیوی کو بلوالیں۔ مَیں نے حسب الارشاد بیوی کو بلوانے کے لئے خط لکھ دیا اور یہ بھی لکھ دیا کہ مَیں ابھی شاید جلد نہ آسکوں اس لئے عمارت کا کام بند کر دیں۔ جب میری بیوی آگئی تو آپؑ نے فرمایا کہ آپ کو کتابوں کا بڑا شوق ہے لہذا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ اپنا کتب خانہ منگوالیں۔ تھوڑے دنوں کے بعد فرمایا کہ دوسری بیوی آپ کی مزاج شناس اور پرانی ہے آپ اس کو ضرور بلوالیں۔ لیکن مولوی عبدالکریم صاحب سے فرمایا کہ مجھ کو نورالدین صاحب کے بارہ میں الہام ہے اور وہ شعر حریری میں موجود ہے۔

لا تصبون الی الوطن   فیه تھان و تمتحن

آپ فرماتے ہیں کہ:

''خدا تعالیٰ کے بھی عجیب تصرفات ہوتے ہیں میرے واہمہ اور خواب میں بھی مجھے وطن کا خیال نہ آیا پھر تو ہم قادیان کے ہو گئے''۔ (''مرقاۃ الیقین'' حیات نور)

قیامِ قادیان کے لیل ونہار

قادیان میں آپ کے گزارہ کی صورت طبّ کے سوا کچھ نہ تھی مگر آپ کے خانگی اخراجات مہمان نوازی، یتامیٰ و مساکین کی پرورش اور جماعتی چندوں پر بھاری رقم صرف ہوتی تھی۔ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے میری سب ضرورتوں کو پورا کرتا ہے۔ آپ کی قادیان کی زندگی از حد مصروف اور معمور الاوقات زندگی تھی۔ آپ اپنے مطب میں (نمازوں کے اوقات کے علاوہ) صبح سے شام تک بلکہ اکثر عشاء تک ایک ہی نشست میں بیٹھے رہتے۔ اس کے دوران مریض دیکھتے، طالبعلموں کو مختلف علوم پڑھاتے، یتامیٰ اور مساکین کی امداد فرماتے اور بعد نماز مغرب مسجد میں درس دیتے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی ہدایت پر فقہی مسائل کا جواب دینے اور تصانیف کیلئے ضروری حوالے فراہم کرنے کی خدمت بھی بجالاتے تھے۔ اس دور میں آپؓ نے ''نورالدین'' کے نام سے ایک محققانہ کتاب بھی سپرد قلم فرمائی۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کی وفات کے بعد پانچوں نمازیں اور جمعہ آپؓ ہی پڑھاتے تھے۔ اور صدر انجمن احمدیہ کے پریذیڈنٹ کی حیثیت سے اہم فرائض بھی آپؓ کے سپرد تھے۔ ایک دفعہ حضور اقدسؑ نے فرمایا کہ مولوی صاحب کی رائے انجمن میں سو رائے کے برابر سمجھنی چاہئے۔

قدرتِ ثانیہ کی پہلی تجلّیٔ عظیم

27 رمئی 1908ء کو آپؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو احمدیت کی مخالف طاقتیں پوری قوت سے ابھر آئیں اور مخالفت کا ایک طوفان اُٹھ کھڑا ہوا۔ مگر خدا تعالیٰ نے بہت جلد خوف کو امن میں تبدیل کر دیا۔ ہزاروں سعید روحیں آغوش احمدیت میں آگئیں۔ اٹھوال (ضلع گورداسپور) کا پورا گاؤں احمدی ہوا۔ بنگال میں سینکڑوں نے بیعت کی۔ سرحد اور حیدر آباد دکن کے بااثر طبقے میں جماعت کا اثر و نفوذ بڑھا۔ مالابار میں احمدی ہوئے نیز ماریشس اور بعض اور بیرونی ملکوں تک احمدیت کی پُرشوکت آواز پہنچی۔

چھ سالہ عہدِ خلافت پر طائرانہ نظر

آپ کے چھ سالہ دور خلافت کی اور بھی بہت سی برکات ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں:

1۔ بیت المال کا مستقل محکمہ قائم ہوا۔
2۔ قادیان میں مرکزی لائبریری کی بنیاد پڑی۔
3۔ مدرسہ احمدیہ کا قیام عمل میں آیا۔
4۔ کئی شہروں میں احمدیہ مساجد تعمیر ہوئیں۔
5۔ احمدیہ پریس میں نمایاں اضافہ ہوا اور 'الحق' اور 'الفضل' جیسے اہم اخبارات نیز رسائل جاری ہوئے۔
6۔ مستقل واعظین سلسلہ کا تقرّر ہوا۔
7۔ اسلام اور احمدیت کی تائید میں اردو، انگریزی، ہندی، گورمکھی، پشتو اور فارسی زبانوں میں لٹریچر شائع ہوا۔
8۔ برصغیر کے طول وعرض میں احمدی جماعتوں کے جلسے ہوئے۔
9۔ قادیان میں تعلیم الاسلام ہائی سکول اور اس کے بورڈنگ کی عالیشان عمارتیں بنیں، مسجد نور تعمیر ہوئی اور ناصر آباد کا نیا محلّہ آباد ہوا۔
10۔ احمدی نوجوان پہلی بار بغرض تعلیم و تبلیغ مصر وانگلستان گئے۔

خلافتِ احمدیہ کے خلاف سازش اور اس کی عبرت انگیز نامرادی

آپ کے زمانہ میں صدر انجمن احمدیہ کے بعض عمائدین نے یہ سازش کی کہ خلیفۂ وقت کو انجمن کا تابع فرمان قرار دے کر نظام خلافت کو پاش پاش کر دیا جائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے آسمانی قوت و فراست سے اس خوفناک منصوبہ کو یکسر ناکام بنا دیا اور یہ حقیقت ہمیشہ کیلئے واضح فرما دی کہ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے فرمایا:

''مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے بھی خدا ہی نے خلیفہ بنایا ہے ... اگر کوئی کہے کہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے ... مجھ کو نہ تو کسی انجمن نے خلیفہ بنایا ہے اور نہ مَیں اس کے بنانے کی قدر کرتا ہوں اور اسکے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ خلافت کی اس رداء کو مجھ سے چھین لے''۔ (بدر ۴ر جولائی ۱۹۱۲ء صفحہ ۶۔۷)

نیز فرمایا:

''مَیں جب مرجاؤں گا تو پھر وہی کھڑا ہو گا جس کو خدا چاہے گا اور خدا اُس کو آپ کھڑا کر دے گا''

(بدر 11 رجولائی 1912ء صفحہ 4)

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے 13 مارچ 1914 کو وفات پائی اور مزار مبارک حضرت مسیح موعودؑ کے پہلو میں سپرد خاک کئے گئے۔ مگر آپ کے انوار و فیوض آپ کی نعش مبارک کے ساتھ ہی دفن نہیں ہوئے۔ اُن کا سلسلہ رہتی دنیا تک جاری رہیگا۔ اور مستقبل کے ہر احمدی بادشاہ کو اپنا سَر ہر تاجدار خلافت کے حضور فرطِ عقیدت سے جھکانا پڑے گا۔

ملک روحانی کی شاہی کی نہیں کوئی نظیر
گو بہت دنیا میں گزرے ہیں امیر و تاجدار

دورِ خلافتِ اولیٰ کے واقعات کی ایک جھلک

❁...... حضرت حافظ حکیم نورالدین صاحب بھیروی کی بحیثیت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ بیعت اور جماعت کا خلافت پر اجماع (27 مئی 1908ء)۔

❁...... بیت المال کے مستقل صیغہ کا قیام۔ (جون 1908ء)

❁...... قادیان میں پہلی پبلک لائبریری کی بنیاد۔ (جون 1908ء)

❁...... واعظین سلسلہ کا باقاعدہ تقرّر۔ (جولائی 1908ء)

❁...... ہندوستان کے احمدی نمائندوں کا قادیان میں اجتماع اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا تاریخی فیصلہ کہ قوم اور انجمن دونوں خلیفہ کا مطاع ہیں اور بیعت وہی ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے۔ (31 جنوری 1909ء)

❁...... مدرسہ احمدیہ کی بنیاد۔ (یکم مارچ ۱۹۰۹ء)

❁...... قادیان سے اخبار 'نور' کا اجراء سکھوں میں تبلیغ کے لئے۔ (اکتوبر 1909ء)

❁...... اسلام پر اعتراضات کے ردّ کی خاطر انجمن ارشاد کا قیام۔ (آخر 1909ء)

❁...... قادیان سے اخبار الحق کا اجراء۔ (7 جنوری 1910ء)

❁...... قادیان میں محلّہ دارالعلوم کا آغاز اور مسجد نور کی بنیاد (5 مارچ 1910ء)

❁...... حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا سفر ملتان (24 تا 31 جولائی 1910ء)

❁...... حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا گھوڑے سے گرنے کا سانحہ۔ علالت اور حضرت سیّدنا محمودؓ کے لئے خلافت کی وصیت۔ (18 نومبر 1910ء)

❁...... قادیان سے رسالہ احمدی کا اجراء (جنوری ۱۹۱۱ء)

❁...... انجمن انصار اللہ کا قیام حضرت سیدنا محمود کے ذریعہ (فروری ۱۹۱۱ء)

❁...... نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے حکومتِ ہند کو میموریل (جولائی ۱۹۱۱ء)

❁...... حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحبؓ کا سفرِ انگلستان بغرض تعلیم۔ (روانگی اگست ۱۹۱۱ء واپسی نومبر ۱۹۱۴ء)

❁...... حضرت سیدنا محمودؓ کا سفر مدارس، لکھنؤ، رامپور، دہلی، دیوبند، سہارنپور۔ (۳ تا ۲۹ اپریل ۱۹۱۲ء)

❁...... حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا سفر لاہور اور احمدیہ بلڈنگز میں نظامِ خلافت سے متعلق جلالی تقریر کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ (۱۵ تا ۱۹ جون ۱۹۱۲ء)

❁...... تعلیم الاسلام ہائی سکول کی بنیاد۔ (۲۵ جولائی ۱۹۱۲ء)

❁...... رسالہ احمدی خاتون کا اجراء۔ (ستمبر ۱۹۱۲ء)

❁...... حضرت سیدنا محمودؓ کا سفر مصر و عرب اور حج بیت اللہ شریف۔ (روانگی ۲۶ ستمبر ۱۹۱۲ء واپسی ۱۲ جنوری ۱۹۱۳ء)

❁...... حضرت سید نا محمودؓ کی زیر ادارت اخبار الفضل جاری ہوا۔ (۱۸ جون ۱۹۱۳ء)

❁...... حضرت چوہدری فتح محمد سیالؓ کا بغرض تبلیغ سفرِ انگلستان۔ (روانگی ۲۵ جولائی ۱۹۱۳ء واپسی ۲۹ مارچ ۱۹۱۶ء)

❁...... حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ کا سفر مصر و شام (روانگی ۲۶ جولائی ۱۹۱۳ء واپسی مئی ۱۹۱۹ء)

❁...... احمدیہ بلڈنگز لاہور سے گمنام ٹریکٹوں کی اشاعت اور حضرت خلیفہ اول کی ناراضگی اور اُن کا جواب۔ (نومبر ۱۹۱۳ء)

❁...... حضرت خلیفہ اولؓ کی آخری وصیت۔ (۴ مارچ ۱۹۱۴ء)

❁...... وصال (۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء)

جناب ثاقب زیروی مرحوم نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی بلند پایہ شخصیت اور آپ کے عظیم اور زندہ جاوید کارناموں کا نقشہ درج ذیل دو شعروں میں کھینچا ہے اور گویا اپنی عارفانہ قوتِ تحریر سے بحرِ ذخار کو کوزہ میں بند کر دیا ہے:

امت کا امیں حافظ قرآن خلیفہ
نبّاضِ قلم، علم کی ایک کان خلیفہ
مہدی کا علمدار کہوں تو بھی بجا ہے
صدیق سا لاثانی و ذی شان خلیفہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

❁❁❁❁❁

الفضل خود بھی پڑھیے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔ (مینجر)

اوسلو (ناروے) میں یوم مسیح موعود علیہ السلام کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: چوھدری افتخار حسین اظھر۔ جنرل سیکرٹری جماعت ناروے)

23/مارچ یوم مسیح موعود علیہ السلام کی مناسبت سے جماعت احمدیہ ناروے کے زیر اہتمام، اوسلو میں خصوصی اجلاس منعقد ہوا۔ سورۃ الجمعۃ کی ابتدائی آیات کی تلاوت کے بعد ان کا اردو اور نارویجین ترجمہ پیش کیا گیا جس کے بعد مکرم یاسر فوزی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام خوش الحانی سے پڑھا۔
اس کے بعد مکرم چوہدری مقصود احمد صاحب ورک نے دار قطنی کی اس مشہور حدیث کے حوالہ سے جس میں امام مہدی کے لئے چاند اور سورج کے گرہن کے نشانات کی خبر دی گئی ہے، وضاحت کی۔ ان نشانات کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کس طرح سعید فطرت روحوں پر ظاہر ہوئی۔

مکرم ملک محمود ایاز صاحب نے اپنی تقریر میں امام مہدی علیہ السلام سے متعلق آنحضرتؐ کے ارشاد "جو اس کو پائے میرا اس کو سلام پہنچائے"، کا ذکر کیا۔ آپ نے بھی کسوف وخسوف کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ معین دنوں میں چاند اور سورج کے گرہن نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔

مکرم عطاء الرحمٰن صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام پیش کیا ۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

اس کے بعد چند ویڈیو Clips دکھائے گئے جس سے بیعت کے مناظر پیش کئے گئے جن کو ترانے کے ساتھ مزین کیا گیا تھا۔

پنڈت لیکھرام کے متعلق مکرم فیصل سہیل صاحب سیکرٹری تبلیغ نے تقریر کرتے ہوئے بنیادی طور پر لیکھرام کا تعارف کرایا اور بتایا کہ لیکھرام اسلام اور بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا شدید دشمن تھا اور گندہ دہنی سے باز نہیں آتا تھا۔ نہایت قدامت پرست اور کٹر قسم کا انسان تھا۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے براہین احمدیہ تحریر فرمائی تو اس نے اسلام کے خلاف کتاب تحریر کی اور دن بدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام دشمنی میں بڑھتا گیا ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خداتعالیٰ سے اذن پاکر 1893ء میں لیکھرام کی ہولناک موت کے متعلق پیشگوئی فرمادی کہ 6 سال کے اندر اندر لیکھرام موت کا شکار ہو جائے گا اور ایسا ہی ہوا۔ یوں وہ اپنی موت سے اس دنیا میں عبرت کا ایک نشان چھوڑ گیا۔

مکرم چوہدری شاہد محمود کاہلوں صاحب مبلغ سلسلہ نے 23/مارچ کی مناسبت سے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ وہ دن ہے جب ایک ایسی جماعت کی بنیاد پڑ رہی تھی جس کے ہاتھوں حقیقی اسلام کا غلبہ مقدر تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع یکم/دسمبر 1888ء کو اشتہار کے ذریعہ بیعت کا اعلان فرمایا۔ حضور نے جب پہلی بیعت لی تو وہ تاریخ 20/رجب 1306ھ بمطابق 23/مارچ 1889ء تھی۔ اس لئے جماعت احمدیہ عالمگیر اس دن کو بڑی عقیدت واحترام سے مناتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کا مصداق اس جہان میں آیا اور احیائے اسلام کی بنیاد پڑی۔

آخر پر مکرم نیشنل امیر صاحب نے بھی اسی موضوع پر روشنی ڈالی اور 23/مارچ کا سیاق وسباق بالخصوص بچوں پر واضح کیا اور آپ نے سامعین کو بتایا کہ ہم کیوں اس دن کو مناتے ہیں۔ آپ نے موقع کی مناسبت سے منصوبہ "مسجد بیت النصر" کے متعلق احباب جماعت کو بتایا اور اس سلسلہ میں پیش آمدہ مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے اپیل کی کہ مسجد فنڈ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ جنہوں نے معیاری وعدہ جات نہیں کئے وہ نظر ثانی کریں اور جو ابھی تک شامل نہیں ہوئے وہ شامل ہوں۔ اجتماعی دعا کے ساتھ یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

قارئین کرام سے درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ اس اجلاس کو ہر لحاظ سے بابرکت کرے اور کامیابیوں کا پیش خیمہ ہو۔ آمین

❁❁❁❁❁

مریم شادی فنڈ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 28/فروری 2003ء کو "مریم شادی فنڈ" کی تحریک فرمائی تھی۔ خداتعالیٰ کے فضل سے اس تحریک کے تحت اب تک کئی بے سہارا، مستحق اور یتیم بچیوں کی باعزت طور پر شادیاں کروائی جا چکی ہیں اور اس فنڈ سے بہت خرچ ہو رہا ہے۔

ایسے افراد جن کو اللہ تعالیٰ نے مالی فراخی عطا فرمائی ہوئی ہے وہ شکرانے کے طور پر اپنی استطاعت کے مطابق اس کارِ خیر میں حصہ لے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(ایڈیشنل وکیل المال۔ لندن)

جماعت احمدیہ مینمار (برما) کے چالیسویں جلسہ سالانہ کا کامیاب وبابرکت انعقاد

(این۔ ایم۔ قادر، نیشنل صدر احمدیہ مسلم جماعت۔ برما)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ برما کو اپنا 40واں جلسہ سالانہ مورخہ 25/دسمبر 2004ء کو کامیابی کے ساتھ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ۔ یہ پہلا موقع ہے کہ مرکزی سطح پر جلسہ سالانہ کے انعقاد کی توفیق ملی۔

امسال حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت مکرم خالد محمود الحسن سیٹھی صاحب (وکیل الدیوان) کو اپنا نمائندہ بنا کر بھجوایا۔ مکرم خالد محمود الحسن سیٹھی صاحب نے جلسہ کے انعقاد کے لئے ایک انتظامیہ کمیٹی تشکیل دی اور مختلف شعبہ جات کے ناظمین مقرر فرمائے اور جلسہ کا لائحہ عمل تیار کروایا۔ افسر جلسہ سالانہ کی سرکردگی میں جلسہ کے سارے انتظامات کا جائزہ لیا جاتا رہا۔ ایک ہفتہ قبل انتظامات تیاریاں شروع ہوئیں اور مختلف رنگوں کے رجسٹریشن کارڈز بنائے گئے۔

جلسہ سالانہ کا باقاعدہ آغاز نماز تہجد سے ہوا جو مکرم محمد سالک صاحب مبلغ سلسلہ نے پڑھائی۔ نماز فجر کے بعد قرآن کریم کی درس دیا۔ مکرم اکبر احمد صاحب نے درس حدیث دیا۔

صبح نو بجے مکرم خالد محمود الحسن صاحب نے لوائے احمدیت لہرایا جبکہ برما کا نیشنل جھنڈا خاکسار (این ایم قادر) نے لہرایا۔

پہلا اجلاس مکرم خالد محمود الحسن صاحب کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم خالد محمود الحسن صاحب نے افتتاحی خطاب کرتے ہوئے جلسہ سالانہ کی اہمیت اور تاریخ بیان کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں کے لئے جو دعائیں فرمائی تھیں وہ پڑھ کر سنائیں ۔ اس کے بعد خاکسار نے نظام جماعت کی پابندی اور جماعتی تربیت پر تقریر کی۔

اس کے بعد مکرم اکبر احمد صاحب اور مکرم خلیل احمد صاحب نے تربیتی موضوعات پر برمی زبان میں تقاریر کیں۔

دوسرا اجلاس نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد شروع ہوا۔ اس میں تلاوت ونظم کے بعد مجلس خدام الاحمدیہ برما کی طرف سے مختلف مقابلوں میں کامیاب ہونے والوں میں انعامات تقسیم کئے گئے۔

اس کے بعد مکرم خالد محمود الحسن صاحب کے مختصر اختتامی خطاب اور دعا کے بعد شام چار بجے جلسہ سالانہ کا پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

امسال حاضری 350 سے زائد رہی جو برما کے حالات کے لحاظ سے بڑی خوشکن ہے۔

شعبہ سمعی وبصری کی طرف سے امسال بہت اچھا انتظام رہا اور تمام کارروائی بغیر کسی رکاوٹ کے ہر جگہ سنی گئی۔ جلسہ کے انتظامات میں خدام، انصار اور لجنہ نے بہت تعاون کیا۔

ایک اور بات خاص طور پر ذکر کے قابل ہے کہ امسال برما کے مختلف مقامات پر جلسے بھی منعقد ہوئے۔ چنانچہ رنگون کے علاوہ مانڈے اور مولمین جماعتوں میں بھی جلسے منعقد ہوئے۔

17/دسمبر 2004ء کو مانڈے میں 13واں جلسہ منعقد ہوا جس میں 60 سے زائد احباب شریک ہوئے۔

27/دسمبر 2004ء کو مولمین جماعت کا جلسہ منعقد ہوا جس میں رنگون، مانڈلے اور میوں میا کے 80 سے زائد مرد وزن شامل ہوئے۔

مولمین جاتے ہوئے راستہ میں موپلین شہر آتا ہے۔ یہ شہر تو چھوٹا سا ہے جس میں ایک احمدی گھرانہ ہے ان سے ملنے کا موقع بھی ملا۔

امسال جلسہ کی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ تعلیمی میدان میں آگے آنے والے بچوں اور بچیوں کے حوصلہ بڑھانے کے لئے انعامات کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ ایک بچی، جو اپنے علاقہ میں پانچ سال مسلسل اول آئی اسے جماعت کی طرف سے بھی جلسہ کے مبارک موقع پر انعام دیا گیا اور سکول میں انعام بھی ملا جس کا ذکر اخبارات میں بھی ہوا۔

آخر پر عاجزانہ درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جماعت برما کو ترقی عنایت فرمائے۔ آمی

❁❁❁❁❁

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِي نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت مولانا حافظ حکیم نورالدینؓ سے اہل علم کے روابط

حضرت مولانا حافظ حکیم نور الدین صاحب (خلیفۃ المسیح الاوّلؓ) برصغیر پاک و ہند کے ایک جید عالم دین مفسر القرآن، محدث اور شاہی حکیم تھے۔ آپ عربی فارسی ہندی اور سنسکرت کے عالم تھے۔ تمام مذاہب کے بالمقابل اسلام کی برتری ثابت کرنے میں کوشاں رہے۔ آپ کو پادریوں، پنڈتوں، دہریوں اور دیگر فرقوں سے کامیاب مباحثوں کا موقعہ ملا۔ ہندوؤں اور آریوں کے جواب میں آپ نے کتاب ’’نورالدین‘‘ اور عیسائیوں کے عقائد کے ردّ میں ’’فصل الخطاب‘‘ تحریر فرمائیں۔ ماہنامہ ’’انصار اللہ‘‘ ربوہ اکتوبر 2004ء میں مکرم مرزا خلیل احمد قمر صاحب کے قلم سے ایک مضمون شامل اشاعت ہے جس میں حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحبؓ خلیفۃ المسیح الاوّل کے ساتھ اہل علم کے روابط کو بیان کیا گیا ہے۔

سر سید احمد خان آپؓ سے تورات کی تفسیر لکھوانا چاہتے تھے۔ ایک دفعہ سر سید احمد خاں نے آپؓ کے بارے میں تحریر کیا: ’’آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ جاہل پڑھ کر جب ترقی کرتا ہے تو پڑھا لکھا کہلاتا ہے مگر جب اور ترقی کرتا ہے فلسفی بننے لگتا ہے پھر ترقی کرے تو اسے صوفی بننا پڑتا ہے۔ جب یہ ترقی کرے تو کیا بنتا ہے؟ اس کا جواب اپنے مذاق کے موافق عرض کرتا ہوں۔ جب صوفی ترقی کرتا ہے تو مولانا نورالدین ہو جاتا ہے۔‘‘

حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب اگست 1894ء میں نواب بہاولپور کے علاج کے سلسلہ میں بہاولپور تشریف لے گئے۔ نواب صاحب کے پیرو مرشد سرائیکی زبان کے مشہور صوفی شاعر اور عالم دین حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں شریف نے آپ سے کہا کہ دراصل تو ہم آپ سے ملاقات کرنا اور قرآن پاک کے معارف سننا چاہتے تھے۔ پھر نواب صاحب نے آپ کو ساٹھ ہزار ایکڑ زمین کی پیشکش کی کہ آپ یہاں ہی رہ جائیں مگر آپؓ یہ پیشکش ردّ کر کے اپنے آقا و مطاع حضرت مرزا غلام احمدؑ قادیانی کے قدموں میں حاضر ہوگئے۔

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں شریف نے آپؓ کے بارہ میں فرمایا: ’’یہ مولوی نورالدین وہ بلا ہے جسے ہندوستان میں علاّمہ کہتے ہیں۔‘‘

برصغیر پاک و ہند کے معروف عالم دین اور سیاسی راہنما مولانا عبیداللہ سندھی جو اپنی ’’ریشمی رومال‘‘ کی تحریک کی وجہ سے جانے جاتے ہیں، نے ایک بار حرم کعبہ کی ایک مجلس میں فرمایا: ’’حکیم نورالدین بہت بڑے عالم قرآن تھے‘‘۔ اس پر حاضرین میں سے ایک صاحب غصے میں آگئے اور بڑے ناراض ہو کر کہنے لگے کہ مولانا وہ تو قادیانی تھے۔ مولانا مسکرائے اور بڑے تحمل سے کہا کہ میں نے کب کہا ہے کہ حکیم نورالدین قادیانی نہیں ہے۔ میں نے جو بات کہی ہے وہ تو صرف اتنی ہے کہ وہ بہت بڑے عالم قرآن تھے۔

دوسرے دن تفصیل پوچھنے پر فرمایا کہ میں حکیم صاحب سے قادیان میں متعدد بار ملا۔ واقعی وہ بہت بڑے عالم قرآن تھے۔ میں تو ہندوستان سے باہر کئی اسلامی ملکوں میں رہ چکا ہوں اور یہاں مکہ معظّمہ میں مختلف ملکوں سے بڑے بڑے مسلمان علماء آتے رہتے ہیں مجھے ان سے ملنے کا اتفاق ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ میں نے آج تک علوم قرآن کا اتنا بڑا عالم نہیں دیکھا جتنے حکیم نورالدین تھے۔

حضورؓ چونکہ سر سید احمد خاں کی تحریک کے بارہ میں اچھا خیال رکھتے تھے اور سیالکوٹ بھی علیگڑھ تحریک کا ایک مضبوط مرکز تھا اس لئے آپؓ کی سیالکوٹ میں آمدورفت رہتی تھی۔ پھر چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 1864ء تا 1868ء سیالکوٹ میں قیام کیا تھا۔ اس لئے حضرت مولوی صاحبؓ کی سیالکوٹ میں آمدورفت اور زیادہ ہوگئی۔ سیالکوٹ میں آمدورفت کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ غلام قادر فصیح صاحب آپ کے ہم زلف تھے اور یہ بھی کہ جب آپؓ شاہی حکیم تھے تو براستہ سیالکوٹ جموں جایا کرتے تھے۔ سیالکوٹ میں علاّمہ اقبال کے استاد شمس العلماء سید میر حسن صاحب کے ساتھ آپؓ کے دیرینہ مراسم تھے۔ علاّمہ اقبال بھی آپ کی بہت عزت واحترام کرتے تھے۔ اہم مسائل میں آپ سے رجوع کرتے اور آپ کی اصابت رائے کے قائل تھے۔ اپنے تعلیمی دَور سے حضورؓ کے ساتھ خط و کتابت کرتے رہے۔

علاّمہ اقبال جن دنوں گورنمنٹ کالج لاہور میں زیر تعلیم تھے تو آپ کے استاد سر تھامس آرنلڈ تھے جنہوں نے سر سید کی تحریک پر Preaching of Islam کے نام سے انگریزی میں کتاب تصنیف کی تھی جس کا اردو ترجمہ ’’دعوتِ اسلام‘‘ کے نام سے شائع ہوا تھا۔ سر سید کی وفات کے بعد پروفیسر آرنلڈ علیگڑھ سے گورنمنٹ کالج لاہور میں آگئے۔ لیکن تثلیث کے عقیدہ میں نہایت پختہ تھے اور عام طور پر کہا کرتے تھے کہ یہ مسئلہ کسی ایشیائی کے دماغ نہیں آسکتا۔ یہ بات انہوں نے علامہ اقبال سے بھی کی تو علامہ اقبال نے حضورؓ کے سامنے اس سوال کو رکھا۔ آپ نے فرمایا کہ آپ مسٹر آرنلڈ سے کہیں کہ اگر آپ کا یہ دعویٰ صحیح ہے تو خود مسیح علیہ السلام اور اُن کے تمام حواری بھی ایشیائی تھے، انہوں نے اس کو اپنے دماغ میں کیسے جگہ دی ہوگی؟ یہ سُن کر مسٹر آرنلڈ خاموش ہوگئے اور بعد میں انہوں نے یورپ کی ایک کانفرنس میں بھی یہ مسئلہ پیش کیا مگر انہیں کوئی تسلی بخش جواب نہ ملا۔

علاّمہ اقبال نے ۱۹۰۹ء میں فقہ اسلامی کے بارہ میں حضورؓ کی خدمت میں یہ چار سوالات بھجوائے: 1۔ کیا کوئی غیر مسلم فرمانروا اپنی مسلمان رعایا کے لئے وضع قانون کر سکتا ہے؟۔ 2۔ کیا کوئی غیر مسلم جج ازرُوئے قانون اسلامی مسلمانوں کے مقدمات فیصل کر سکتا ہے؟ کیا تاریخ اسلامی میں کسی غیر مسلم جج کی نظیر موجود ہے جو بحیثیت عہدہ مسلمانوں کے مقدمات فیصل کرتا ہو؟۔ 3۔ کیا مسلمان ہونے کے لئے شرع محمدی کی پابندی لازمی ہے۔ اگر ہے تو ان مسلمان قوموں کی نسبت کیا حکم ہے جن کے معاملات زیادہ تر رواج سے فیصل پاتے ہیں اور جو خود کو رواج کا پابند ظاہر کرتے ہیں۔ 4۔ مسلمانوں کا ضابطہ تعزیری قریباً قریباً بالکل معطّل ہے، نہ صرف ہندوستان میں بلکہ اسلامی ممالک میں بھی۔ کیا اس ضابطہ کی پابندی ضروری ہے؟ اگر ہے تو جو مسلمان اس کے پابند نہیں خواہ اس وجہ سے کہ وہ کسی غیر مسلم بادشاہ کے محکوم ہیں جو اس ضابطہ کا پابند نہیں یا کسی اَور وجہ سے ان کے اسلام کی نسبت کیا حکم ہے؟‘‘

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے ان سوالات کے جو اصولی جوابات قرآنی آیات پیش کر کے لکھے، اُن کا ملخّص یہ تھا: 1۔ قرآن مجید گو مکمل ضابطہ حیات ہے مگر وہ مذاہب مختلفہ کو باہمہ اختلاف تباہ نہیں کرنا چاہتا بلکہ قائم رکھنا چاہتا ہے۔ قانون اسلامی کے اصل الاصول قرآن مجید میں موجود ہیں مگر ان کی تفصیل کو اطاعت اولی الامر کے نیچے رکھا ہے اور اسی پر آج تک اسلامیوں کا عمل ہے۔ ہر مسلمان کے لئے اطاعت اللہ، اطاعت الرسول اور اطاعت اولی الامر ضروری ہے۔ اگر اولی الامر صریح مخالفت فرمان الٰہی اور فرمان نبوی کرے تو بقدر برداشت مسلمان اپنے شخصی وذاتی معاملات میں اولی الامر کا حکم نہ مانے یا اس کا ملک چھوڑ دے۔ اولی الامر میں حکام وسلطان اول ہیں اور علماء درجہ دوم پر ہیں۔ تعزیری احکام کے ہم ذمہ دار نہیں ہوسکتے۔ قرآن شریف میں حضرت یوسفؑ کی مثال موجود ہے کہ آپؑ سلطنت فرعون کے ماتحت تھے اور ملکی قانون کی خلاف ورزی نہ کر سکتے تھے۔

2۔ غیر مسلم جج اگر فرمانروا کی طرف سے ہے تو حقیقۃً فرمانروا ہی جج ہے اور اگر پنچائتی طور پر ہے تو بھی جائز ہے۔ چنانچہ قرآن سے ثابت ہے کہ حضرت یوسفؑ نے ایک موقعہ پر خود فرعون مصر کو اپنے معاملہ میں منصف مقرر فرمایا۔

3۔ شرع محمدی نام ہے قرآن، احکام نبوی، خلفاء راشدین، صحابہؓ، آئمہ دین (امام ابو حنیفہؒ، ابویوسفؒ، زفرؒ، حسنؒ) کے فیصلہ پر عملدرآمد کا۔ فتاویٰ عالمگیری بلکہ ہدایہ کے مقدمات دیوانی وفوجداری اور قوانین میں قرآن مجید وحدیث کے ہزارویں حصہ کا ذکر بھی نہیں آتا۔ میونسپلٹی اور سیاست مدن کے قواعد غالباً سارے عرف پر مبنی ہیں اور فوجی قوانین کی کسی کتاب میں قرآن وحدیث کا ذکر بطور تبرک ہی آتا ہے اور آئمہ دین کا ذکر بھی شاید ہی اس میں ملتا ہے۔ اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ ان امور کی آزادی میں وقتی ضرورت عرف سے کام لیا گیا ہے۔

4۔ قرآنی نظریہ کے مطابق ایمان بتدریج ترقی کرتا رہتا ہے۔ پس جو لوگ لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ کہتے ہیں اور دل سے مانتے ہیں۔ وہ ایک حد تک مسلمان ہیں اور جو اس کے ساتھ پابند نماز بھی ہیں وہ پہلوں سے بڑھ کر مسلمان ہیں اور جو زکوٰۃ، روزہ اور حج کو بھی ادا کرتے ہیں وہ اور زیادہ پختہ مسلمان ہیں۔ علیٰ ھذا القیاس۔ سب مساوی الایمان نہیں اور ہرگز نہیں۔

۱۹۱۲ء میں ڈاکٹر اقبال نے عربی ادب کی اعلیٰ ترین کتب کے بارہ میں حضورؓ سے راہنمائی چاہی تو آپؓ نے کتب کی فہرست بھجواتے ہوئے لکھا کہ ...... اس امر میں بڑے بڑے ادیب میرے ساتھ ہیں حتیٰ کہ جرمنی کے عربی دان بھی کہتے ہیں کہ عربی کی بہترین کتاب قرآن مجید ہے۔

1913ء میں علامہ اقبال نے لاہور کے ایک کشمیری خاندان میں نکاح کیا لیکن کسی شر پسند نے گمنام خطوط بھیج کر علامہ کو شکوک میں مبتلا کر دیا۔ لیکن بعد تحقیق خاتون پاکدامن معلوم ہوئی تو علامہ کو رجوع کرنے کے بارہ میں بعض شکوک لاحق تھے کیونکہ انہیں شبہ تھا کہ وہ چونکہ طلاق دینے کا ارادہ کر چکے تھے۔ اس لیے مبادا شرعاً طلاق ہی ہو چکی ہو۔ انہوں نے مرزا جلال الدین کو مسئلہ پوچھنے کے لئے حضورؓ کے پاس قادیان بھیجا۔ حضورؓ نے فرمایا کہ شرعاً طلاق نہیں ہوئی۔ لیکن اگر دل میں کوئی شبہ اور وسوسہ ہو تو دوبارہ نکاح کر لیجئے۔ چنانچہ علامہ اقبال کا نکاح اس خاتون سے دوبارہ پڑھوایا گیا۔

علامہ اقبال بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ کو درد گردہ اس شدت سے ہوتا تھا کہ ان کی موت سامنے نظر آیا کرتی تھی۔ ایک رات وہ درد گردہ سے بے ہوش پڑی تھیں کہ حکیم نور الدین صاحب نے ہمارا دروازہ کھٹکھٹایا اور گھر میں ہیجان کی وجہ پوچھی۔ صورت حال معلوم ہونے پر کہا کہ اس وقت تو سینک کرو، صبح باقاعدہ علاج ہوگا۔ پھر آپ نے چوزہ تجویز کیا کہ اس کا شوربہ پئیں اور گوشت کھائیں۔ اس علاج کے بعد والدہ کو عمر بھر درد گردہ کی شکایت نہ ہوئی۔ جب وہ عرصہ دراز تک چوزہ کھاتے کھاتے تنگ آگئیں تو حکیم صاحب کو لکھا کہ مناسب ہو تو چوزے کا بدل بتادیں۔ جواب آیا: ’’انڈا بدل ہے‘‘۔

مزید بیان کرتے ہیں کہ ایک بار مجھے Gout کی شکایت ہوئی۔ حکیم صاحب سے پوچھا تو کہا کھانا کھا کر مرغی کے پَر کو حلق میں ڈال کر قے کر دو۔ میں کھانا کھا چکا تھا، پَر منگوا کر قے کر دی تو درد جاتا رہا۔

علامہ اقبال کے جماعت احمدیہ کے بارہ میں خیالات ہمیشہ اچھے رہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ اظہار عقیدت کا ہی رنگ تھا کہ مولوی سعداللہ لدھیانوی کی زبان سے نکلے ہوئے تیر و نشتر کا منظوم جواب دیا جس کا ایک شعر یوں ہے۔

دیکھ لی اے سعدیا گندہ دہانی آپ کی
خوب ہوگی مہتروں میں قدردانی آپ کی

علامہ اقبال نے 1913ء میں اپنے اکلوتے بیٹے آفتاب اقبال کو بغرض تعلیم قادیان بھی بھجوایا۔ خلافت ثانیہ کے دوران الفضل میں آپ کی نظمیں شائع ہوتی رہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ’’مذہب اور سائنس‘‘ کے عنوان سے آپ کی صدارت میں تقریر کی تو آپ نے بہت تعریفی کلمات کہے۔ حضرت مصلح موعودؓ آپ کی عیادت کو بھی جاتے رہے اور علاّمہ دعا کیلئے بھی حضورؓ سے بار بار کہتے۔ 1931ء میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے قیام پر علاّمہ نے زور دے کر حضرت مصلح موعودؓ کو اس کا صدر بنایا اور دو سال تک مکمل تعاون کرتے رہے۔ لیکن 1934ء میں وہ احرار کی باتوں میں آکر پیچھے ہٹ گئے بلکہ 1935ء میں خود بھی امارت اور بیعت کی بنیاد پر جمعیت المسلمین کے نام سے جماعت بنانے کی ناکام کوشش کی جس کے لئے بیعت فارم بھی بنالئے گئے تھے مگر علامہ کی اچانک بیماری نے اس کی مہلت نہ دی۔ آخری ڈیڑھ سال تو علامہ خرابی صحت کا شکار رہے، زبان بند ہو چکی تھی، اشاروں سے بات کرتے تھے یا سرگوشی کر سکتے تھے اور اسی دوران 21/اپریل 1938ء کو وفات پاگئے۔

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 12 | Friday , May 27, 2005 | Issue No. 21

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کینیا (مشرقی افریقہ) میں مصروفیات کی مختصر جھلکیاں

نیشنل مجلس عاملہ کینیا کے ساتھ میٹنگ، تقریب آمین، ممباسہ میں استقبالیہ میں شرکت، ممباسہ اور نیروبی میں چلڈرن کلاسز، یادگاری پودا لگانے کی تقریب، انفرادی و فیملی ملاقاتیں، کینیا، کونگو اور زمبابوے کے مبلغین اور معلمین کینیا کے ساتھ الگ الگ میٹنگز میں کارکردگی کا جائزہ اور اشاعت اسلام اور تعلیم و تربیت کے ضمن میں نہایت اہم تفصیلی ہدایات

(رپورٹ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

4رمئی 2005ء بروز بدھ:

نماز فجر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احمدیہ مسجد نیروبی میں پڑھائی۔ صبح حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتری امور سرانجام دئے۔ ایک بجے حضور انور نے ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

کینیا کی نیشنل مجلس عاملہ کے ساتھ میٹنگ

چار بجے سہ پہر نیشنل مجلس عاملہ کینیا کی میٹنگ حضور انور کے ساتھ شروع ہوئی۔ حضور انور نے دعا کروائی اور میٹنگ کا آغاز ہوا۔ حضور انور نے باری باری تمام ممبران کے شعبوں، ان کے کام اور آئندہ کے پروگراموں کا جائزہ لیا۔

حضور انور نے جماعت کے سالانہ بجٹ اور چندوں کا ہر پہلو سے تفصیل سے جائزہ لیا اور ہدایت فرمائی کہ ابھی آپ کے انکم بجٹ میں اضافہ کی بے حد گنجائش ہے۔ آپ اپنے موجودہ بجٹ میں کم از کم ایک ملین کا اضافہ کریں۔ فرمایا: آپ کی استطاعت اس سے زیادہ ہے۔ احباب جماعت کو، نومبایعین کو چندہ کے نظام میں شامل کرنے کے لئے خصوصی کوشش کریں۔ مبلغین اور معلمین سے مدد لیں۔ صدران جماعت سے مدد لیں اور زیادہ سے زیادہ احباب کو چندہ کے نظام میں شامل کریں۔

فرمایا ابھی آپ نے بہت لمبا سفر کرنا ہے۔ اپنے سب ریجنز کو Activate کریں اور ان کو معین ٹارگٹ اور ہدف دیں اور پھر مسلسل اس کے حصول کی کوشش کریں۔

فرمایا نومبایعین کی تربیت کے لئے بیحد ضروری ہے کہ وہ چندہ کے نظام میں شامل ہوں۔ جب تک وہ چندہ ادا نہیں کریں گے مضبوط احمدی نہیں ہوں گے۔

حضور انور نے فرمایا کہ پرانے ممبرز جماعت کو توجہ دلائیں کہ وہ شرح کے مطابق چندہ ادا کریں۔

حضور انور نے ایک اصولی بات کی طرف توجہ دلائی کہ مجلس عاملہ کے وہ ممبرز جو شرح کے مطابق چندہ ادا نہیں کرتے مجلس عاملہ کے ممبرز نہیں بن سکتے۔

حضور انور نے موصیان کی تعداد اور ان کے چندوں کا بھی جائزہ لیا اور ہدایات سے نوازا۔ فرمایا مجلس عاملہ کے جن ممبران نے ابھی تک وصیت نہیں کی پہلے ان کو وصیت کے نظام میں شامل ہونا چاہئے۔ پھر دوسروں کو اس نظام میں شامل کریں۔ حضور انور نے فرمایا کہ مزید کوشش کریں تو چندہ بھی بڑھ سکتا ہے۔

حضور انور نے شعبہ تربیت کو ہدایت فرمائی کہ نومبایعین سے رابطہ کی طرف خصوصی توجہ دیں اور ان کو اپنے نظام میں شامل کریں۔ ان کی تعلیمی و تربیتی کلاسز لگائیں۔

حضور انور نے تحریک جدید اور وقف جدید کے چندہ اور چندہ دہندگان کی تعداد کا بھی جائزہ لیا اور تفصیل سے رہنمائی فرمائی۔

شعبہ سمعی و بصری کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ آپ کے پاس ڈاکومنٹری فلم بنانے کے بہت سے مواقع ہیں۔ آپ کے ہاں نیشنل پارک ہیں۔ ڈاکومنٹری فلم بنائیں اور MTA کے لئے بھجوائیں۔

حضور نے شعبہ تعلیم کو ہدایت فرمائی کہ سکول میں جانے والے بچوں کی لسٹ بنائیں۔ پرائمری سکول میں کتنے بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اسی طرح سیکنڈری اور ہائر ایجوکیشن میں کتنے بچے ہیں۔ کتنے ایسے طلباء ہیں جو یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

حضور انور نے سیکرٹری امور عامہ کو ہدایت فرمائی کہ جو احباب کام نہیں کرتے، کماتے نہیں، ان کے لئے Job کے حصول کے بارہ میں کام کریں۔ اور ملازمتوں کے حصول کی کوشش کریں۔

حضور انور نے سیکرٹری جائیداد کو ہر لحاظ سے اپنا ریکارڈ مکمل کرنے کی ہدایت فرمائی اور تفصیل سے سمجھایا کہ کس طرح اور کن کن چیزوں کا ریکارڈ آپ نے مکمل کرنا ہے اور رجسٹر میں اندراج کرنا ہے۔

حضور انور نے ریڈیو سٹیشن کے قیام کا جائزہ لینے کی ہدایت فرمائی۔ آخر پر حضور انور نے فرمایا کہ اب سونے کا ٹائم ختم ہو چکا ہے، اب تیز دوڑنے کا وقت ہے۔

آخر پر نیشنل مجلس عاملہ کے ممبران نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔

یہ میٹنگ ساڑھے پانچ بجے ختم ہوئی۔ اس کے بعد حضور انور اپنے دفتر تشریف لے گئے اور ڈاک ملاحظہ فرمائی۔

سات بجے حضور انور نے مسجد احمدیہ نیروبی میں مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

تقریب آمین

نمازوں کی ادائیگی کے بعد عزیزم مبارز احمد ابن مکرم بشارت احمد صاحب مبلغ سلسلہ ایلڈوریٹ ریجن، کینیا کی تقریب آمین ہوئی۔ حضور انور نے مبارز احمد صاحب سے قرآن کریم کا کچھ حصہ سنا اور دعا کروائی۔ اس کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

5رمئی 2005ء بروز جمعرات:

نماز فجر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احمدیہ مسجد نیروبی میں پڑھائی۔ آج پروگرام کے مطابق ممباسہ (Mombasa) کے لئے By Air روانگی تھی۔ حضور انور پونے آٹھ بجے اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور دعا کروائی۔ اس کے بعد نیروبی کے Jomo Kenyata International Airport کے لئے روانگی ہوئی۔ 8:30 بجے حضور انور ائرپورٹ پہنچے اور VIP لاؤنج میں تشریف لے گئے۔ پولیس نے قافلہ کو Escort کیا۔

کینیا ائرویز کی فلائٹ KG0602 اپنے وقت کے مطابق ساڑھے نو بجے نیروبی سے ممباسہ کے لئے روانہ ہوئی۔ چالیس منٹ کے سفر کے بعد جہاز ممباسہ کے Moi International Airport پر اترا۔ جونہی حضور انور جہاز سے باہر تشریف لائے تو صدر جماعت ممباسہ، مبلغ سلسلہ ممباسہ ریجن اور جماعتی عہدیداران نے حضور انور کا استقبال کیا۔ حضور انور VIP لاؤنج میں تشریف لے گئے۔

10:30 بجے حضور انور جونہی VIP لاؤنج سے باہر تشریف لائے تو ممباسہ ریجن سے آئے ہوئے احباب جماعت مرد و خواتین اور بچوں نے والہانہ انداز میں نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے ہوئے حضور انور کا استقبال کیا۔ افریقن بچوں نے حضرت مصلح موعودؓ کی نظم "ہے دست قبلہ نما لا الہ الا اللہ" خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ اس وقت بڑا ایمان افروز منظر تھا۔ حضور انور کچھ دیر کے لئے بچوں کے پاس کھڑے رہے۔

اس کے بعد حضور انور ائرپورٹ سے اپنی جائے رہائش کے لئے روانہ ہوئے۔ حضور انور کا ممباسہ میں قیام مکرم ظفراللہ خان صاحب، نائب امیر جماعت کینیا کے گھر تھا۔ موصوف نے اپنا سارا گھر اس غرض کے لئے وقف کیا تھا۔

11:45 بجے حضور انور اپنی رہائشگاہ سے احمدیہ مسجد و مشن ہاؤس ممباسہ کے لئے روانہ ہوئے۔ حضور انور جب مشن ہاؤس پہنچے تو احباب جماعت نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے ہوئے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ سبھی کے چہرے خوشی و مسرت سے معمور تھے۔ ہر طرف سے اھلاً وسھلاً و مرحبا کی آوازیں آ رہی تھیں۔

فیملی ملاقاتیں

حضور انور اپنے دفتر تشریف لے گئے جہاں فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ ممباسہ ریجن کی مختلف جماعتوں سے آنے والی 26 فیملیز نے حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ جو بھی فیملی ملاقات کر کے باہر آتی اس کی طرف سے بیحد خوشی کا اظہار ہوتا اور اپنے جذبات پر قابو رکھنا مشکل ہوتا۔

ملاقاتوں کا یہ سلسلہ ایک بجے تک جاری رہا۔ اس کے بعد حضور انور نے احمدیہ مسجد ممباسہ میں ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے آئے۔

6:30 بجے حضور انور اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور امیر صاحب کینیا و نائب امیر صاحب کینیا سے مختلف امور پر گفتگو فرمائی۔ پونے سات بجے حضور انور نماز مغرب و عشاء کی ادائیگی کے لئے ممباسہ مسجد تشریف لے گئے جہاں حضور نے یہ دونوں نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور نے ممباسہ ریجن کی مختلف جماعتوں سے آئے تمام احباب کو شرف مصافحہ بخشا اور بچوں میں چاکلیٹ تقسیم فرمائیں۔ اس کے بعد حضور انور اپنی قیامگاہ تشریف لے آئے۔

استقبالیہ تقریب

جماعت احمدیہ ممباسہ نے حضور انور کے اعزاز میں ایک Reception (تقریب عشائیہ) کا اہتمام کیا تھا۔ اس تقریب کا انتظام نائب امیر صاحب کینیا کے اسی گھر کے خوبصورت لان میں کیا گیا تھا

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں